

اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

مجلت  
پیشانی

ماہنامہ  
اجلاسِ دُست

چیف ایڈیٹر: محمد عمر مسعود قادری

INTERNATIONAL

اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

عالم اسلام

عِنْدَ مِلَّةِ النَّبِیِّ ﷺ

مُبْرَک

ایڈیٹر محمد جمیل اعظمی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

علم تحقیق کا شاہکار شاندار مجلہ

الْصَّلَاةُ وَالسَّكَنَةُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَمَّا عَلَيْكَ سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ

گجرات  
پاکستان

ماہنامہ  
اجلاسِ سنت

INTERNATIONAL

ربیع الاول 1432ھ بمطابق فروری 2011ء

تختِ مقامِ مصطفیٰ کا نقیب  
نفاذِ نظامِ مصطفیٰ اصلی علیہ السلام کا علمبردار

فیضانِ نظر شیخ اشباح حضورِ انور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قادی عظیم  
سرپرست اعلیٰ شیخ الطیوب کلافتی مفتی محمد اشرف قادری محدث نیکابلی

مشاورت

مفتی محمد معروف بنجانی  
صاحبزادہ محمد عبدالرشید جیلانی  
علامہ محمد عبدالرحمن قاسمی  
مفتی محمد عبدالرشید قادری

معاونین

علامہ محمد فضل عینی قادری  
علامہ خالد محمود قادری  
علامہ سعید علی قادری

قانونی مشیر

چوہدری غلام رسول ایڈووکیٹ

چیف ایڈیٹر

محمد مسعود قادری

ایڈیٹر

محمد حبیب اللہ عظیمی

0333-8403147

0313.9292373

معاونین

پروفیسر محمد منیر الحق کتبی

کیا لکھی

محمد خالد قادری اشرفی

ایک عالم کی دعا  
ایک عظیم الٰہی مہربانی

قیمت فی شمارہ 20 روپے	U.K	20 روپے
عرب الملات 100 روپے سالانہ	U.S.A	40 ڈالر سالانہ
		240 روپے

پبلشر محمد مسعود قادری (پرنٹر) سیالانہ تیمو مقام قلعہ الجامعہ الاشرفیہ علیٰ بحرِ مکرمی گجرات

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: دفتر ماہنامہ ”اجلاسِ سنت“ الجامعہ الاشرفیہ علیٰ بحرِ مکرمی گجرات

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

# حسن ترتیب

صفحہ: 9

درس قرآن

حبیب خدا کا اختیار  
اور شفاعت

حضرت علامہ

مولانا محمد عبدالرشید قادری رضوی

صفحہ: 4

اداریہ

بے خطر کو دپڑا آتش نمرود میں عشق

صفحہ: 3

حمد و نعت

صفحہ: 22

میلا دِ سید المرسلین

حضرت علامہ،

الحاج مفتی محمد امین مدظلہ

صفحہ: 19

دارالافتاء

ویلنٹائن ڈے.....

اشرف العلماء والمشائخ  
مفتی محمد اشرف القادری  
محدث نیک آبادی

صفحہ: 26

درس حدیث

ذکرِ میلا دِ سنت ہے

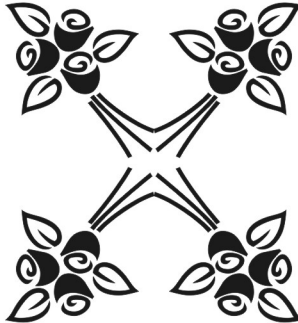
مولانا خالد محمود قادری

صفحہ: 30

گستاخِ رسول کی  
سزائے موت

(چند ضروری وضاحتیں)

تحریر: سید ریاض حسین شاہ  
مرسل: محمد نواز کھرل



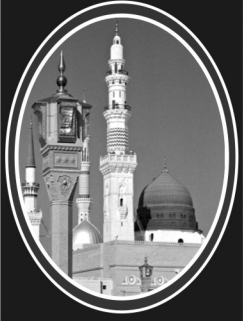
صفحہ: 22

عیدِ میلاد کی  
شرعی حیثیت

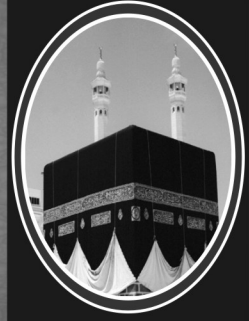
مولانا محمد فضل غنی قادری اشرفی

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: دفتر مآئمتہ اہلسنت "الجامعۃ الاشرفیۃ علیٰ مسجد کرنی گجرات"





# حمد و نعت



کیا بات ہے اُس شاں کرم جود و سخا کی  
ہر چیز طلب سے ہے مجھے پہلے عطا کی

یہ جان یہ ایمان یہ قرآن و ہدایت  
ہم پر یہ کرم آپ کا رحمت ہے خدا کی

کیا سمجھے بھلا کوئی بشر آپ کا رتبہ  
پتھر ہیں پڑے عقل یہ بنیاد ہے خاکی

ہے آپ کے انوار سے ہر سمت اُجالا  
ہے آپ کے فیضان سے توقیر وفا کی

یہ جرأت اظہار بھی ہے آپ کا احساں  
بندوں میں وگرنہ تھی کہاں سوچ رسا کی

ہے آپ سا دُنیا میں کہاں کوئی حق آگاہ؟  
پیغام یہ دیتی ہے ہر اک موج صبا کی

چاہوں میں شفاعت کیلئے آپ کا دامن  
مہجور سدا میں نے یہی حق سے دُعا کی

جب گروں میں تو کوئی مجھ کو اٹھا دیتا ہے  
یہ تصور تیری ہستی کا پتا دیتا ہے

جان و دل ہوش و خرد تیری عطائیں مولیٰ  
سب جہانوں کو ترا حسن چلا دیتا ہے

تیری قدرت کے ہیں ہر سمت سہانے منظر  
اپنی عظمت پہ گواہی تو بجا دیتا ہے

ڈالیاں جھومتی ہیں تیری ثنا خوانی میں  
پتا پتا تیری مدحت کی ہوا دیتا ہے

جز ترے بگزی بنا سکتا ہے کس کی کوئی  
ہاں مگر تو ہی جسے اذن عطا دیتا ہے

کیا ہی اعزاز ہے کیا میرا نصیب یارب  
اپنا محبوب مجھے راہ نما دیتا ہے

تیری تجہید مرے لب پہ ہو ہر دم جاری  
دل مہجور ترے در پہ صدا دیتا ہے



# بے خطر کو دپڑا آتشِ نمرود میں عشق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

- ۱: ”اِنَّ الدِّیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا.“ (الاحزاب)
- ۲: ”اِنَّ الدِّیْنَ یُحَادِّثُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ کَمَا کُتِبَ الدِّیْنُ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَا اٰیٰتِہٖمۡ بِالْبَیِّنٰتِ وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ.“ (المجادلہ)
- ۳: ”لَا تَجِدُ قَوْمًا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوْادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ کَانُوْا اٰبَآءَہُمْ اَوْ اَبْنَاءَہُمْ اَوْ اِخْوَانُہُمْ اَوْ عَشِیْرَتُہُمْ ط اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِی قُلُوْبِہِمْ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَہُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہٗ.“

”بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔“..... ”بے شک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی، ذلیل کئے گئے جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی اور بے شک ہم نے روشن آیتیں اتاریں۔ اور کافروں کے لئے خواری کا عذاب ہے..... تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ والے ہوں۔ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمایا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔“ (کنز الایمان)

بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست  
اگر باو نرسیدی تمام بولہی ست

ایمان کے دواہم ترین بنیادی ارکان توحید و رسالت ہیں۔

توحید، اللہ رب العزت کی ذات کو لاشریک تسلیم کرنا..... یہ مختصر سا جملہ اپنے اندر سمندر کی سی وسعت و معنویت رکھتا ہے۔ اس کی تہہ میں وہ بے حدود بے کنار شروط و لوازم بھی پنہاں ہیں، جنہیں قرآن کریم نے آسان اسلوب میں بیان فرمایا ہے۔ ان پر لسانی اقرار اور قلبی تصدیق ضروری ٹھہرائی گئی..... اس نے اپنی ذات و صفات کیلئے اسماء حسنیٰ ظاہر فرمائے کہ اسے ان ناموں سے پکارا جائے۔ وہ قدوس ہے، منزہ عن العیوب ہے، اب اگر کوئی اس کی قدرت تخلیق کو مد نظر رکھتے ہوئے ”امکان کذب“ کی بحث چھیڑ دے تو کیا وہ درست ہوگا۔ ہرگز نہیں جس طرح اس کی ذات میں شرکت اس کی توحید کے منافی ہے اسی طرح اسے کسی عیب سے منسوب کرنا بھی توحید پر ایمان میں نقص کا باعث ہے اور گستاخی ہے۔ اور پیش ازیں بہت سے ناچختہ ذہن علماء و مفکرین نے اس مسئلہ میں ٹھوکریں کھائیں اور آنے والوں کو غلط راستہ پر ڈال دیا..... مسبحن السیوح کو ہر فتح سے منزہ و پاک ماننا ہی ایمان کی شرط اول ہے۔

دوسرا رکن عظیم، رسالت ہے..... اللہ رب العزت نے تخلیق عالم کے بعد انسانوں کو اس کائنات میں آباد کیا۔ انہیں شعور و خرد عطا فرما کے دیگر مخلوق سے ممتاز و معزز فرمایا..... انہیں فجور و تقویٰ سے آگاہی کے لئے اپنے محبوب افراد انبیاء مرسلین کو مبعوث فرمایا..... اور..... بالآخر..... سید المرسلین ختم الانبیاء والمرسلین، خیر الخلائق، محبوب حقیقہ الحقائق حضور نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور کافۃ الخلائق کی طرف بشیر و نذیر اور شاہد و سراج منیر بنا کر بھیجا..... اپنے تمام انوار و اختیارات عطا فرما کر..... مملکت الہیہ کی، پورے تصرفات کیساتھ حکمرانی اور اس کا لازوال دستور ”قرآن حکیم“ عطا فرمایا..... اور ”قرآن حکیم“ ہر علم و حکمت کا سرچشمہ اور ہر شے کا اندراج اور ماکان و مایکون کا علم اس میں موجود..... اور خود رحمن نے اپنے محبوب رسول کریم علیہ النجۃ و النسلیم کو اس کا بیان سکھایا، اور وہ محبوب کریم ہیں، جو ”وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ“..... اور..... ”مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ“..... اور..... ”مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ“..... اور..... ”فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ“..... اور..... اب..... رسالت پر ایمان، رسول کریم علیہ النجۃ و النسلیم کی ذات و شخصیت پر ایمان..... اور ایمان..... اطاعت سے مشروط..... اور اطاعت، محبت سے ملزوم..... محبت اس ذات سے جو حبیب رب کریم ہے..... وہ ذات پاک جس کے متعلق..... شاعر دربار رسالت، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

### خَلَقْتَ مِمَّا مَنَ كُلَّ عَيْبٍ

وہ رسول جو رحمتہ للعالمین ہے، سراج منیر ہے، جو کلام فرمائے تو اپنی خواہش اور اپنی مرضی سے نہیں، بلکہ فرمان الہی سے، اور گفتار و خطاب کلام خداوندی ہو..... اس کی بارگاہ قدس کا احترام اور عز و وقار کا حکم صادر ہو۔ خود اللہ جل شانہ اس پر صلوة و سلام پیش فرما رہا ہو اور فرشتے بھی اس کے حکم پر اس عمل میں مصروف ہوں..... اس محبوب اکرم و اعظم کے حضور میں ایمان والوں کو بار بار متنبہ کیا گیا کہ ہر لمحہ آداب کو ملحوظ رکھیں کہیں ایسا نہ ہو کہ لاعلمی میں تمہارے سارے اعمال اکارت جائیں..... اور منافقین کے کلمہ پڑھنے کا بھی کوئی اعتبار و جواز نہ رکھا گیا..... پھر جو مخالف تھے، جو رسول کریم علیہ النجۃ و النسلیم کو اذیت پہنچا رہے تھے، ان پر تو اللہ رب العزت نے لعنت فرمائی اور انہیں سب سے بڑھ کر ذلیل و خوار قرار دیا..... ان کیلئے رسوا کن عذاب تیار رکھا..... اور مومنوں پر لازم کر دیا کہ وہ ان لوگوں سے ہرگز دوستی نہ رکھیں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں..... اگرچہ وہ انکے باپ بیٹے یا بھائی ہوں..... اور ان کی تعریف کی جو اللہ اور اس کے رسول کے مخالفین سے درشتی سے پیش آتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی..... تو رب العالمین جو حضور مصطفیٰ علیہ النجۃ و النسلیم میں ذرا سی سے بھی اونچی آواز کو برداشت نہیں کرتا، وہ ان کی بارگاہ میں کسی نوع کی گستاخی کو کیسے تحمل فرما سکتا ہے..... اسی لئے گستاخان بارگاہ مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ملعونین قرار دے کر..... انہیں قتل کرنے کا فرمان جاری کر دیا..... اور یہ حکم قرآنی تا ابد نافذ العمل رہے گا..... خدائے بزرگ و برتر توحید و قیوم ہے اور اس کا قرآن بھی قدیم وابدی ہے، لازوال ہے..... لیکن کیا ہر شخص یہ فیصلہ کرنے کا مجاز ہے..... اور..... کسی بھی شخص پر کوئی بھی شخص اٹھ کر گستاخی و توہین رسول کا الزام رکھ کر قتل کر سکتا ہے..... یہی وہ سوال ہے جس کی وضاحت و صراحت اور پھر تفتیش و قانون سازی کی ضرورت ہے..... اور جسے واضح کرنے کے بجائے لوگ غیر مسلموں کی آغوش میں بیٹھ کر، اس مقدس آئین کی مخالفت شروع کر دیتے ہیں..... عہد رسالت میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے اگر کسی رفیق نبوت نے کسی گستاخ کو قتل کر دیا تو فرمان مصطفیٰ علیہ النجۃ و النسلیم کے مطابق ہوا اور صحابہ کرام میں سے کسی کے بارے میں یہ ممکن ہی نہیں کہ ایسے عمل میں کہیں کوئی کوتاہی یا خامی رہ گئی ہوگی..... وہ اس امت کے صالح ترین افراد تھے جو امانت و صداقت میں ڈھلے ہوئے نورانی پیکر تھے۔ لیکن آج کے دور کے تقاضے کچھ اور ہیں..... یہ عہد..... ہر شخص گریبان میں جھانک کر خود کو جانچ سکتا ہے کہ وہ کس قدر مخلص اور متقی مومن ہے..... معاشرتی برائیوں اور ذاتی اخلاقی عیوب سے کس قدر منزہ ہے..... گواہوں کا معیار جو شریعت نے مقرر کیا ہے وہی رکھا جائے تو مشکل آسان ہو سکتی ہے..... اس بارے میں کچھ

چیزیں تو بالکل عیاں ہیں..... مثلاً، تحریریں جس سے انکار ممکن نہیں رہتا..... (ٹی وی T.V) پر بیانات، جو تمام عوام دیکھ سکتے ہیں..... مطبوعہ کتب جن کی عبارات سے کسی بھی طرح سے مفر نہیں ہو سکتا..... ان کا مقدمہ واضح اور قلیل ترین مدت سے فیصل ہونا بھی ضروری ہے..... سابق دور حکومت میں معاشرتی اخلاقی بے رہروی میں کافی اضافہ ہوا اور رہی سہی کسر اس عہد ناخجار میں نکل گئی۔ آج حال یہ ہے کہ وہ لوگ بھی ان مسائل دینیہ و شرعیہ پر بحث و تحقیق میں پڑے ہیں جو محض منہ پھٹ ہیں۔ جن کی تعلیمی استعداد صرف چند ٹوٹے پھوٹے جملے اور میک اپ ہے۔ خواتین و حضرات، کوئی بھی اس سوچ کی زحمت گوارا نہیں کرتا کہ آیا یہ موضوع ان کا ہے یا نہیں؟

مولانا روم کے مطابق.....

علم و مال و منصب و جاہ و قرآن  
فتنہ آرد در کف بد گوہراں

اور آج اس کا مصداق پوری طرح نظر آ رہا ہے۔ وہ لوگ بھی اسلام اور مسلمانوں پر طعنہ زن ہیں جو سورہ اخلاص بھی ناظرہ نہیں پڑھ سکتے۔

جب سے ”آسیہ“ کا مقدمہ منظر عام پر آیا عیسائیت سے وابستہ ہونے کی بناء پر وہ پوری عیسائی دنیا اور پاکستان مخالف قوتوں اور مشنریوں کی آنکھوں کا تارابن گئی ہے۔ مغربیت کے آلہ کار، اسلامی شعائر سے نابلد و نا آشنا اور اسلام سے متشرف، جہالت مرکبہ سے سرشار، بزم عم خود مفکر و دانشور انسانی حقوق کے نام پر توہین رسالت کے اس قانون پر ضرب کاری لگا رہے ہیں اور اسے کالا قانون قرار دینے والے گورنر کی حمایت میں اسے ختم کرنے کا مطالبہ کرتے آرہے ہیں۔ سیاست سے وابستہ افراد نے اقلیتوں کو درغلا کر مظاہرے اور احتجاج کئے۔ گورنر سلمان تاثیر نے زیر مقدمہ آسیہ کی خاطر بہت آگے نکل کر رحم کی اپیل کرنے اور شیریں نے تازہ بل پارلیمنٹ میں لانے کا اقدام کر دیا۔ اور اس طرح آسیہ کے ہم نوابن گئے۔

یہ کم کردہ راہ مذاکرہ کا اور مہینہ دانشور عام طور پر سزائے موت سے خوف خوردہ اور انسانی جان پر بڑے رحم اور ترس کھاتے نظر آتے ہیں..... اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رحمت عالمین ہونے کو جواز بناتے ہیں اور ان کے خیال میں ایسے مجرم اور دشمنان رسول کو معاف کر دینا چاہئے اور خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عدو کو معاف کیا..... وہ اس امر میں تجاوز کرتے ہیں اور نہیں جانتے یاد اوستہ اس پر اصرار کرتے ہیں، حالانکہ امت محمدیہ کے کسی فرد کو یہ اختیار نہیں کہ وہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گستاخ و مجرم کو معاف کر دے۔ وہ احادیث مبارکہ اور اخبار و سیر کے صفحات پر ثبت ان واقعات کی طرف توجہ کرنے کی بھی تکلیف گوارا نہیں کرتے جن میں خود عہد نبوی میں گستاخان بارگاہ رسالت کے لئے قتل کے احکامات صادر فرمائے گئے..... وہ ان سے یکسر منکر ہو جاتے ہیں اور اس میں بہت سے ایسے افراد جو علما کے نام سے مشہور ہو گئے اور وہ پی ایچ ڈی افراد بھی ہیں جنہوں نے ڈاکٹری کا سابقہ استعمال کرنے کے بعد یہ تصور کر لیا کہ اب ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ و واسطہ کی ضرورت نہیں رہی اور وہ بے معنی و بے حقیقت گفتگو سے لوگوں کے اذہان و قلوب کو محبت و عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اشتباہ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ وہ اس حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مسلمان کے ایمان کی تکمیل ہی محبت رسول سے ممکن ہے۔ یہ محبت جس درجہ تک عروج پائے گی ایمان بھی اسی مقام و مرتبہ کا ہوگا عبادات میں حلاوت اسی محبت کا ثمرہ ہے..... اقبال کہتے ہیں:

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ ست  
آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰ ست

جس نے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان کردہ اسرار و رموز کو جان لیا وہ شرک کو خوف میں پنہاں دیکھتا ہے..... وہ حسین و جمیل



اور طاہر و مطہر ذات ہمیں ذرا سی تکلیف پہنچے تو اس پر گراں گزرے اور ہم ان کی محبت سے بے بہرہ جبکہ..... اقبال کے الفاظ میں

من چہ گویم از تولّٰش کہ چیست  
خشک چوبے در فراق او گریست

یعنی استن حنائہ..... اور مولانا جامی کس محبت سے فرماتے ہیں کہ وہ محبوب کریم

نسخہ کونین را دیباچہ اوست  
جملہ عالم بندگان و خواجہ اوست

ہم ان کی غلامی سے پھر گئے سارا عالم ہم سے پھر گیا..... ہم ان رہنماؤں کے ہتھے چڑھ گئے اور یہ وہ رہبر جو فکر و عمل میں تلاش تھے اور ہیں۔ جو عوام کے مفادات پر ذاتی مفاد کو ترجیح دیتے ہیں۔

آج..... پھر اسی ولولہ، جوش و جذبہ اور محبت کی ضرورت ہے جو ہمیں آستان مصطفیٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر لے جائے اور ان کی اطاعت، ان کے طریق و سنت پر عمل پیرا ہونے میں مدد و معاون ہو..... وہ آستانِ عشق و محبت..... جو.....

طور موجے از غبار خانہ اش  
کعبہ را بیت الحرم کاشانہ اش

اسی راہ سے ہم منزل مقصود پاسکتے ہیں۔ اور..... جسے..... فوز عظیم..... فرمایا گیا۔

اور ممتاز قادری اس لحاظ سے خوش نصیب ہے کہ اسے اپنی فرد میں عشق مصطفوی کا اضافہ کرنے کا موقع فراہم ہو گیا اور

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق  
عقل ہے محو تماشا لب بام ابھی

اور عشاق مصطفیٰ کو ہمیشہ ہی طرح طرح کے اذیتوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا رہا ہے، خود عہد نبوی میں صحابہ کرام علیہم الرضوان جس نوع بہ نوع آلام سے گزرے یہ تاریخ کا ایک حصہ ہے اور ان کے واقعات اس قدر دل دوز ہیں کہ پڑھ کر، سن کر رو گٹھے کھڑے ہو جاتے ہیں..... اور..... بعد میں بھی امت کے افراد حضور کے نام پر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ممتاز قادری عشق مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا گنہگار ہے تو اسے کیوں نہ ان دشواریوں اور اذیتوں کا سامنا کرنا پڑے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان..... نام، اسلامی جمہوریہ اور حکمران طبقہ، امریکی غلامی کا جو گردن میں ڈالے غیر ملکی آقاؤں کو خوش کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں گنواتے..... اس عاشق رسول خدا کو آج کل جیل میں ان امتحانات سے گزرنا پڑ رہا ہے۔ نوائے وقت کی ایک خبر کے مطابق اسے بالکل تنگ و تنار ایک کوٹھڑی میں رکھا گیا ہے وہ بھی کئی مقتول کمروں کے اندر بنا کردہ کمرے میں..... سخت سردی میں ٹھنڈے فرش پر، وضو کے لئے مناسب پانی کا اہتمام نہیں۔ لیکن وہ خدا کے حضور صحیح معنوں میں سجدہ ریز ہو کر عشق الہی اور عشق رسول کو تازگی و حرارت مزید فراہم نہ کرتا رہے۔ ان تمام تکلیفوں کے باوجود وہ خوش و خرم ہے اپنے عزم پر قائم ہے۔ اسے اس جرم پر جو حکومت کی نظر میں جرم ہے کوئی پشیمانی نہیں اور بھلا کسی پشیمانی اور پریشانی؟ اگر پریشانی ہوتی تو وہ قتل کرتے وقت فوراً بھاگ کھڑا ہوتا..... لیکن اس نے ایسا نہ کیا..... اسے جیل میں اپنے بیٹے کا نام محمد علی عطاری قادری رکھا ہے۔ جو بذاتِ خود سنت مصطفوی سے قوت اخذ کرنے کی علامت ہے..... اعلیٰ حضرت کو سلام..... سے اس غیرت دینی و ملی کا علم ہوتا ہے جو امام احمد رضا خان بریلوی کا ذات کا حصہ تھی..... اور جسے انگریز اور اس کے پٹھو علما اور جدید انگریزی دان طبقہ سمجھنے سے قاصر تھا اور آج یہ لوگ ممتاز قادری کے اس عمل کو سمجھنے سے قاصر ہیں..... آج ارباب اقتدار سے تو وہ انگریز جج ہی بہتر مصنف ثابت ہوا جس کے سامنے اسی طرح کا مقدمہ قتل پیش ہوا..... حکیم محمد موسیٰ امرتسری قدس سرہ نے اسے گستاخ رسول کی سزا

مرتبہ..... علامہ احمد سعید کاظمی کے دیباچہ میں رقم کیا ہے۔

واقعہ یوں ہے کہ..... امرتسر کے گرجا گھر کے سامنے کھڑا ایک پادری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل اور عیسائی مذہب کی خوبیاں بیان کر رہا تھا اور پادری دوران تقریر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ادب و احترام سے نہیں لیتا تھا..... سامعین میں ایک بھنگڑ اس حالت میں کھڑا تھا کہ بھنگ گھونٹنے والا ”ڈنڈا“ اس کے کاندھے پر تھا۔ اس خوش بخت نے کہا:

”پادری ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو برحق مانتے ہیں اور ان کا نام ادب سے لیتے ہیں تو بھی ہماری سچی سرکار کا نام ادب سے لے۔“  
مگر پادری پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا تو اس عالی ہم نے پھر ٹوکا جب پادری نے تیسری بار بھی اسی طرح نام لیا تو اس پاک نہاد نے اپنا وہ ڈنڈا جس سے بھنگ گھونٹا تھا اس زور سے پادری کے سر پر دے مارا کہ پادری کا سر پھٹ کر باہر آ گیا اور وہ مردود بیان دیئے بغیر واصل جہنم ہو گیا۔ یہ عاشق صادق پکڑا گیا۔ موت کی سزا کی اپیل ہوئی۔ انگریز جج نے یہ لکھ کر بری کر دیا کہ:

”پادری کا قتل تکلیف کشین بھنگڑ ہے کوئی مولوی نہیں۔ مولوی اور پادری کی باہمی رنجش ہو سکتی ہے، بھنگڑ سے پادری کی دیرینہ یا تازہ رنجش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے پادری نے ضرور اس کے جذبات کو مجروح کیا ہے، لہذا میں اسے بری کرتا ہوں۔“

وہ پادری شان اقدس میں کوئی گستاخی نہیں کر رہا تھا صرف حضور کا نام اس ادب و احترام سے جو اسلامی آداب کے مطابق نہیں تھا، زبان نہیں رہا تھا۔ آج ہمارے ارباب اقتدار کو یہ غم ہے اس سے غیر ملک میں ہمارا کیا تاثر بھر رہا ہے۔ یہ فکر نہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہمارا کیا حال ہو رہا ہے۔

اقبال نے کہا تھا:

ترانہاں امید غم گساری ہا زافرنگ است  
دل شاہیں نوزد بہر آں مرغے کہ در چنگ است  
دریں میخانہ ہر میناز نیم محبت لرزد  
مگر یک ہیوہ عاشق کہ ازوے لرزہ برسنگ است

# حبیب خدا اور شفاعت

حَضْرَةُ عَلَامُ الْاَلَامِ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللهُ قَارِئُ رُضْوَى

مان لیں۔“ (۱)

حضور نبی کریم ﷺ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام جہانوں کیلئے رحمت ہیں:

رب العلمین نے ارشاد فرمایا:

”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“

”اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کیلئے۔“ (۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دافع بلا ہیں:

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے دنیا والوں سے عذاب کی بلا دفع فرماتا ہے:

”وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ“

”اور اللہ کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔“ (۳)

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بوجھ اور گلے کے پھندے اتار کر بلا دفع فرماتے ہیں۔

ہمارے حضور ﷺ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم احکام

شرعیہ کے مالک و مختار ہیں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”وَيُحِلُّ لَّهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيثَاتِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

حبیب خدا علیہ التحیۃ والتناء کا اختیار اور شفاعت:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا حقیقی قادر و مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہے۔ اس نے اپنی خاص عطا اور فضل عظیم سے اپنے پیارے حبیب ﷺ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کونین کا حاکم اور ساری خدائی کا والی و مختار بنایا۔ ہمارے حضور ﷺ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم اور نائب اکبر ہیں۔

قادر کل کے نائب اکبر کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں

حضور ﷺ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حاکم ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا کہ جو میرے محبوب کو حاکم نہ مانے وہ مسلمان ہی نہیں۔

”فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا“

”تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے

۱: پ: ۵، ع: ۶، کنز الایمان

۲: پ: ۱۴، ع: ۷، کنز الایمان

۳: پ: ۹، ع: ۱۸، کنز الایمان



وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ.

”اورہ (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سبھی چیزیں ان کیلئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے، اتارے گا۔“ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا تو فرمایا:

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوا.

”اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے، پس حج کیا کرو۔“

ایک شخص نے عرض کیا:

”كُلُّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ .

”یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا ہر سال؟“

تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے حتیٰ کہ اس آدمی نے تین بار عرض کیا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ.

”اگر میں ہاں فرمادیتا تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا۔“ (۲)

پتہ چلا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہی قانونِ شریعت ہے۔

اللہ عزَّ وَّجَلَّ ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فضل و انعام ہے:

اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے:

”وَمَا نَقْمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ.

”اور انہیں (کفار و منافقین) کو برا لگا (یہی ناکہ) اللہ و رسول

نے انہیں (مسلمانوں کو) اپنے فضل سے غنی کر دیا۔“

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”أَنعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنعَمْتَ عَلَيْهِ.“ (۳)

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا  
بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی  
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مومنوں پر مہربان

ہیں:

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان بیان فرماتا ہے:

”بِالْمُؤْمِنِينَ رِءُوفٌ رَحِيمٌ.

”مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔“ (۴)

اب قابلِ غور امر یہ ہے کہ:

۱: مہربانی وہی فرمائے گا جس کے پاس اختیار ہے اور جس کے پاس اختیار نہیں اس نے مہربانی و رحم کیا فرمانا۔

۲: رحم وہی فرمائے گا جو زندہ ہو اور جو مردہ ہو وہ کیسے رحم کرے گا۔

۳: نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مومنوں پر مہربان ہیں۔ لہذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بھی علم ہے کہ فلاں شخص کافر ہے اور فلاں مومن۔

۴: کوئی مومن مشرق میں ہے اور کوئی مغرب میں کوئی شمال میں ہے تو کوئی جنوب میں اور جو ذاتِ قریب نہ ہو وہ رحم کیسے فرمائے۔

اس آیت سے پتہ چلا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے باختیار، زندہ، ہر جگہ موجود اور ہر مومن و کافر کو جانتے ہیں۔

۱: پ: ۹، ۹: کنز الایمان

۲: ”مشکوٰۃ کتاب المناسک“ الفصل الاول، ص: ۲۲۰-۲۲۱، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ص: ۲۲۱، ”مسلم“ ج: ۱، ص: ۳۲۲ ”نسائی“ ج: ۲، ص: ۱ ”بیہقی“ ج: ۳، ص: ۳۲۱ ”مسند امام احمد“ ج: ۲، ص: ۵۰۸ ”دارقطنی“ ج: ۲، ص: ۲۸۱ ”ترمذی“ ج: ۱، ص: ۱۶۸ ”ابن ماجہ“ ص: ۲۱۳ ”سنن دارمی“ ج: ۲، ص: ۳۶ ”صحیح ابن حبان“ ج: ۴، ص: ۱۲۹ ”بلوغ المرام“ ص: ۵۱

۳: پ: ۲، ۲: ع: ۲

۴: پ: ۱، ۵: ع: ۵

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ“

”اے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور منگتا

کو نہ جھڑکو۔“ (۱)

مومن ہوں مومنوں پر رؤف و رحیم ہو

سائل ہوں سائلوں کو خوشی لانہر کی ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا“

”اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع

فرمائیں باز رہو۔“ (۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام خزانوں کے مالک

وقاسم ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا:

”إِنَّا آعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ“

”اے محبوب بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا

فرمائیں۔“ (۳)

کوثر سے مراد حوضِ کوثر بھی ہے اور خیر کثیر بھی، جیسا کہ

”تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما“ میں ہے:

”الْخَيْرُ الْكَثِيرُ كُلُّهُ“

”یعنی تمام خیر کثیر۔“

سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ وَاللَّهُ يُعْطِي“

”میں تقسیم کرنے والا ہوں اور میرے پاس خزانے ہیں اور

اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔“ (۴)

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم

تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود

حضور احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ

مَفَاتِيحِ الْأَرْضِ“

”اور بے شک تحقیق مجھے زمین کے تمام خزانوں یا تمام

زمین کی کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں۔“ (۵)

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”أُوتِيتُ مَفَاتِيحَ كُلِّ شَيْءٍ“

”مجھے ہر چیز کی چابیاں عطا ہوئی ہیں۔“ (۶)

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے

مالک کل کہلاتے یہ ہیں

بفضلہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زمین کے

بادشاہ ہیں:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

”مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَلَهُ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيرَانِ

مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرَائِيلُ

وَمِيكَائِيلُ وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ“

”ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں سے اور دو وزیر زمین

والوں میں سے ہوتے ہیں تو اہل آسمان سے میرے دو وزیر جبرائیل

۱: پ: ۳۰، ع: ۱۸، کنز الایمان

۲: پ: ۲۸، ع: ۲، کنز الایمان

۳: پ: ۳۰، ع: ۳۳، کنز الایمان

۴: ”بخاری“ ج: ۱ ”كتاب العلم“ باب من يرد الله الخ، قديمي كتب خانہ کراچی، ص: ۱۶ ”صحیح مسلم“ ج: ۱، ص: ۳۳، ”مشکوٰۃ“ کتاب العلم الفصل الاوّل قديمي كتب خانہ، ص: ۳۲

۵: ”بخاری“ ج: ۱، ص: ۱۴۹ ”مسلم“ ج: ۲، ص: ۲۵۰ ”نسائی“ ج: ۲، ص: ۳۲ ”مشکوٰۃ“ باب فضائل سيد المرسلين صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۵۱۲

۶: ”مسند امام احمد“ ج: ۲، ص: ۸۶ ”جامع صغير“ ج: ۱، ص: ۱۱۰ ”الفتح الكبير“ ج: ۱، ص: ۲۶۱ ”کنز العمال“ ج: ۶، ص: ۱۰۶ ”طبرانی“ ج: ۲، ص: ۲۸۶ ”فتح الباری“ ج: ۱، ص: ۱۰۲

ومیکائیل ہیں اور اہل زمین سے ابوبکر و عمر (علی نبینا الکریم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) (۱)

قرآن وحدیث کے برعکس وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ جس کا نام محمد علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں اور یہ کہ جو نبی کو شفیع وجیہہ مانے سو وہ اصل مشرک ہے۔

مقام محمود..... شفاعت:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا“

”قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود میں بھیجے۔“ (۲)

حضور شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی گئی

مقام محمود کیا چیز ہے؟

فرمایا:

”هِيَ الشَّفَاعَةُ“

”وہ شفاعت ہے۔“ (۳)

حرز جاں ذکر شفاعت کیجئے  
نار سے بچنے کی صورت کیجئے

رضائے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا:

”وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ“

”اور قریب تر ہے تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہو

جائے گا۔“ (۴)

جب یہ آیت اتری حضور محبوب کبریا علیہ التَّحِيَّةُ وَالسَّلَامُ نے

فرمایا:

”إِذَا الْأَرْضُ رَضِيَ وَوَاخِدَةً أُمْتِي فِي النَّارِ“

”یعنی جب اللہ تعالیٰ مجھے راضی کر دینے کا وعدہ فرماتا ہے تو

میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہا۔“ (۵)

حضور نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

”أَشْفَعُ لَأُمْتِي حَتَّىٰ يُنَا دِيَنِي رَبِّي أَرْضِيَتْ

يَا مُحَمَّدُ فَأَقُولُ أَيْ رَبِّ رَضِيَتْ“

”میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک میرا رب

مجھے فرمائے گا: اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا تو راضی ہوا؟

میں عرض کروں اے میرے رب میں راضی ہوا۔“ (۶)

وجاہت:

حضرت عیسیٰ و موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے ہاں

وجیہ ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”إِسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا

وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ“

”جس کا نام ہے مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا رودار (وجیہہ) ہوگا

دنیا اور آخرت میں اور قرب والا۔“ (۷)

”وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا“

”اور موسیٰ اللہ کے یہاں آبرو والا (وجیہہ) ہے۔“ (۸)

ہمارے نبی تو تمام نبیوں کے سلطان اور اللہ تعالیٰ کے حبیب

ہیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

”إِلَّا وَأَنَا حَبِيبُ اللَّهِ“

۱: ”ترمذی“ ج: ۲، ابواب المناقب میر محمد کتب خانہ کراچی، ص: ۲۰۹، ”مشکوٰۃ“ باب مناقب ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم الفصل الثاني قديمی کتب خانہ کراچی، ص: ۵۶۰

۲: ”پ“: ۱۵، ج: ۹

۳: ”بخاری“ ج: ۲، ص: ۶۸۶ ”ترمذی“ ابواب التفسير میر محمد کتب خانہ کراچی، ج: ۲، ص: ۱۴۲

۴: ”پ“: ۳۰، ج: ۱۸

۵: ”دیلی“ تفسیر کبیر، ج: ۲۱، ص: ۲۱۳

۶: ”تفسیر درمنثور“ ج: ۲، ص: ۳۶۱ ”روح البیان“ ج: ۲، ص: ۳۵۵

۷: ”پ“: ۳، ج: ۱۳

۸: کنز الایمان



”سن لو میں اللہ کا حبیب ہوں۔“ (۱)

انہیں اللہ تعالیٰ نے مقام محمود کا وعدہ فرمایا جہاں اولین و آخرین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف کریں گے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جائیوالی ہے ان کی رضا کا طالب ان کا رب تعالیٰ ہے، جیسا کہ حدیث

قدی میں ہے:

”كُلُّهُمْ يَطْلُبُونَ رِضَائِي وَأَنَا أَطْلُبُ رِضَاكَ يَا مُحَمَّدُ.“

”اے پیارے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب میری

رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا کا طالب ہوں۔“ (۲)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد

آپ درگاہ خدا میں ہیں وجہ

ہاں شفاعت بالوجاہت کیجئے

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کا فرمان عالیشان ہے:

”أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ

الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفِّعٍ.“

”قیامت کے دن میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

اولاد کا سردار ہوں گا۔ سب سے پہلے میں اپنی قبر انور سے نکلوں گا۔

سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت

قبول کی جائے گی۔“ (۳)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:

”شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكِبَاثَرِ مِنْ أُمَّتِي.“

”میری شفاعت میری امت میں ان کیلئے ہے جو کبیرہ گناہ

والے ہیں۔“ (۴)

تجھ سا سیاہ کار کون ان سا شفیع ہے کہاں

پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دل یہ ترا گمان ہے

نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام، عالم اور شہید شفاعت کریں

گے:

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ثَلَاثَةُ الْأَنْبِيَاءِ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ

الشُّهَدَاءُ.“

”قیامت کے دن تین طرح کے حضرات شفاعت کریں

گے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پھر علماء، پھر شہداء۔“ (۵)

”ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو تمام نبیوں

علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سب سے افضل ہیں۔ لہذا آپ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت بدرجہ اولیٰ ثابت ہوئی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی کچا بچہ اپنے ماں

باپ کی شفاعت کریگا:

عالم ماکان وما یكون (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے

غیب کی خبر عطا فرمائی۔

”إِنَّ السِّقْطَ لَيَرَاغِمُ رَبَّهُ إِذَا أَدْخَلَ أَبْوِيَهُ النَّارَ

فَيَقَالُ أَيُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهُ أَدْخِلْ الْجَنَّةَ فَيَجْرُهُمَا

بِسَرِّهِ حَتَّى يَدْخُلَهُمَا الْجَنَّةُ.“

”پیشک ماں کے پیٹ سے گرا ہوا کچا بچہ اپنے رب سے

جھگڑا کرے گا، جس وقت رب تعالیٰ اس کے ماں باپ کو دوزخ میں

ڈالے گا، تو کہا جائیگا اے اپنے رب سے جھگڑنے والے گرے ہوئے

بچے اپنے ماں باپ کو جنت میں داخل کر تو کہ کچا بچہ اپنے ماں باپ کو اپنی

۱: ”ترمذی“ ج: ۲، ص: ۲۰۲ ”مشکوٰۃ“ ص: ۵۱۲ ”دارمی“ ج: ۱، ص: ۳۹

۲: ”تکمیل الایمان“ ص: ۳۲ ”نزہۃ المجالس“ ج: ۲، ص: ۱۳۵

۳: ”مسلم“ ج: ۳، ص: ۲۳۵ ”مشکوٰۃ“ ص: ۱۱ ”ترمذی“ ج: ۲، ص: ۲۰۲

۴: ”ابن ماجہ“ ص: ۳۲۹ ”مشکوٰۃ“ ص: ۲۹۲ ”ترمذی“ ص: ۷۰ ”جامع الصغیر مع فیض القدیر“ ج: ۳، ص: ۱۲۶

۵: ”ابن ماجہ“ ص: ۲۳۰ ”مشکوٰۃ“ ص: ۲۹۵ ”کنز العمال“ ج: ۱۰، ص: ۱۵۱

نال کے ساتھ کھینچے گا یہاں تک کہ ان دونوں کو جنت میں داخل کرے گا۔ (۱)

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادنیٰ امتی کچا بچہ اپنے والدین کی شفاعت کر کے ان کی حاجت روائی کریگا، بلا دفع کرے گا اور ان کا مشکل کشا بنے گا۔ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شفیع، حاجت روا اور دفع بلا اور مشکل کشا نہ مانے وہ کتابد نصیب ہے۔

روزہ اور قرآن شفاعت کریں گے:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”الصَّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُولُ الصَّيَامُ اِنِّي رَبِّ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفَعْنِي فِيهِ وَيَقُولُ الْقُرْآنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفَعْنِي فِيهِ فَيُشَفَّعَانِ.“

”روزہ اور قرآن بندے کی شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے رب میں نے اس بندے کو دن کے وقت کھانے اور خواہشات سے باز رکھا تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول کر اور قرآن کہے گا میں نے اسے رات کو سونے سے روکا تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول کر۔ پس روزہ اور قرآن کی شفاعت قبول کی جائیگی۔ (۲)

جب روزہ اور قرآن شفاعت کریں گے تو جن کے صدقے رمضان اور قرآن ملے۔ ان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے بارے میں سچے مسلمان کو کوئی شک نہیں ہو سکتا۔

جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شفیع نہ مانے اس کی شفاعت نہ ہوگی:

متواتر حدیث شریف میں ہے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِهَا لَمْ

يَكُنْ مِنْ أَهْلِهَا.“

”میری شفاعت روزِ قیامت حق ہے جو اس پر ایمان نہ

لائیگا اس کے قابل نہ ہوگا۔“ (۳)

حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے  
مگر آج ان سے التجا نہ کرے

۱: ”ابن ماجہ“ ص: ۱۱۶ ”مشکوٰۃ“ ص: ۱۵۳

۲: ”بیہقی، مشکوٰۃ“ ص: ۱۴۳

۳: ”المطالب العالیہ“ رقم: ۳۲۷ ”الفردوس“ ج: ۳، ص: ۵۷ ”تفسیر مظہری“ ج: ۱۰، ص: ۱۳۲ ”تاری بغداد“ ج: ۸، ص: ۱۱ ”کنز العمال“ ج: ۱۲

ص: ۲۹۹ ”جامع صغیر مع فیض التقدير“ ج: ۴، ص: ۱۶۳

# ذکرِ میلاد سنت ہے

علامہ خالد محمد قادری

”سُئِلَ ..... الْإِثْنَيْنِ:

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سو مواع کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے تحت فرمایا:

”ثُمَّ السُّؤَالُ بِحْتِمَلِ احْتِمَالَيْنِ أَنْ يَكُونَ مِنْ كَثْرَةِ صِيَامِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيهِ وَأَنْ مِنْ مُطْلَقِ الصِّيَامِ وَخُصُوصِ فَضْلِهِ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ.“

”یعنی پیر کے روزے کے بارے میں سوال دو وجہ سے ہو سکتا ہے ایک یہ کہ سرکارِ مدینہ سرور قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس روز کثرت سے روزے رکھتے ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سوال مطلق روزے کے بارے میں ہو اور اس دن کی خصوصی فضیلت کے بارے میں ہو۔“ (۲)

”فَقَالَ فِيهِ ..... عَلَى:

تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اسی روز میری پیدائش ہوئی اور اسی روز مجھ پر وحی نازل ہوا۔ یعنی اس روز مجھے یہ دو نعمتیں عطا ہوئیں۔ گویا یہ ایسا وقت ہے جس میں تمام دینی و دنیاوی نعمتوں اور ابتدائی اور انتہائی فضیلتوں کی ابتدا ہوئی۔ لہذا ان نعمتوں کے شکر یہ میں میں روزہ رکھتا ہوں۔ (۳)

مختصر فوائد و ثمرات

مندرجہ بالا حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

”وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ الْإِثْنَيْنِ فَقَالَ فِيهِ وَلِدْتُ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ.“

”حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پیر کے روزے کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسی روز میری ولادت ہوئی اور اسی روز مجھ پر قرآن نازل ہوا۔“ (۱)

تشریح و توضیح

”عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ“

آپ کا نام حارث ابن ربیع یا ابن نعمان ہے۔ انصاری ظفری ہیں، بیعت عقبہ اور تمام غزوات میں شامل ہوئے، بدر یا احد میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ نکل پڑی تھی۔ آنکھ اٹھا کر بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی جگہ ٹکا کر اپنا العاب شریف لگا دیا تو دوسری آنکھ سے زیادہ روشن ہو گئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخیانی یعنی ماں شریکے بھائی ہیں۔ ستر سال عمر پائی۔ ۵۴ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

۱: ”مشکوٰۃ المصابیح“ ۱۷۹ ”مسلم شریف“ ۳۸۱/۱

۲: ”مرقاۃ“

۳: ”مرقاۃ“ اشعة اللعانت، ج: ۲/ص: ۱۰۸



تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی ولادت مبارک اور نزولِ قرآن پیر کے روز ہوئی۔  
رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت ماہِ ربیع  
الاول میں پیر کے دن ہوئی۔ علامہ ابن الحاج اسکی وجوہ بیان کرتے  
ہوئے کہتے ہیں:

۱: درخت اور پھل وغیرہ پیر کے دن پیدا کئے گئے، اسمیں یہ  
تنبیہ ہے کہ انسان کی مادی حیات کے اسباب جسطرح پیر کے دن  
بنائے گئے اسی طرح انسان کی روحانی حیات کاسببِ کامل بھی پیر کے  
دن پیدا کیا گیا۔

۲: ربیع کے معنی ہیں بہار تو گویا ماہِ ربیع الاول میں آپ کی پیدائش  
اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسانیت کا گلشن صدیوں سے آباد تھا  
لیکن اسمیں بہار اس وقت آئی جب آپ کی ولادت ہوئی۔

۳: یا اشارہ ہے اس بات کی طرف۔ جیسے موسمِ ربیع تمام  
موسموں میں افضل ہے، اسی طرح آپ کی شریعت بھی تمام شریعتوں سے  
افضل ہے۔

۴: اگر آپ رمضان، لیلة القدر، شعبان کی پندرہویں شب، یا  
جمعہ کی شب کو پیدا ہوتے تو ان اوقات سے آپ کو فضیلت ملتی اور جب  
آپ ربیع الاول میں پیر کے روز پیدا ہوئے تو اس ماہ اور اس دن کو آپ کی  
وجہ سے فضیلت ملی اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کسی سے فضیلت نہیں پاتے  
بلکہ کائنات میں جو بھی فضیلت پاتا ہے وہ آپ سے فضیلت پاتا ہے۔ (۱)  
۲: سوموار کا روزہ رکھنا سنون و مستحب ہے۔

۳: دیگر ایام پر پیر کی خصوصی فضیلت ثابت ہوئی کہ اس میں  
سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیدائش اور نزولِ قرآن  
ہوا۔

”مرقات“ میں ہے:

”وَفِي الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ الزَّمَانَ قَدْ يَشْرِفُ  
بِمَا يَقَعُ فِيهِ وَكَذَا الْمَكَانُ وَلِذَا قِيلَ شَرَفَ الْمَكَانُ  
بِالْمَكِينِ.“ (۲)

۱: ”المدخل“ ۲۱۶/۱

۲: ”مرقاۃ“ ۲۹۲/۳

۳: ”الترمذی“ ۲۰۱/۲ ”مشکوۃ شریف“ ص: ۵۱۳

۴: سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے میلاد کی  
خوشی منائی اور اسی خوشی میں پیر کا روزہ رکھتے۔  
چند دیگر احادیث جن سے نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ  
وَسَلَّم کا خود ذکر میلاد کرنا ثابت ہوتا ہے:

پہلی حدیث:

سیدنا حضرت عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ فرماتے ہیں کہ سید  
العرب والحجج صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اطلاع ملی کہ کسی گستاخ نے  
آپ کے نسب شریف میں طعن کیا تو:

”فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى  
الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ أَنَا فَقَالُوا أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ. قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ابْنِ  
عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي  
خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ  
جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتًا فَأَنَا  
خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا.“

”پس نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم منبر پر تشریف  
لائے اور فرمایا کہ میں کون ہوں؟ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُمْ نے عرض  
کیا آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، فرمایا میں عبدالمطلب کے بیٹے کا بیٹا  
ہوں اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی ان میں سب سے بہتر مجھے بنایا، پھر  
مخلوق کے دو گروہ کئے ان میں مجھے بہتر بنایا، پھر ان کے قبیلے بنائے  
اور مجھے قبیلہ کے لحاظ سے بہتر بنایا، پھر ان کے گھرانے بنائے مجھے ان  
میں بہتر بنایا تو میں ان سب میں اپنی ذات کے اعتبار سے اور گھرانے  
کے اعتبار سے بہتر ہوں۔“ (۳)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى  
عَلِیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بذاتِ خود محفل میلاد منعقد کی جسمیں اپنا حسب و نسب  
بیان فرمایا۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ محفل میلاد کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ  
اس مجلس و محفل میں ان لوگوں کو روکا جائے اور رد کیا جائے جو آپ کی  
بدگوئی کرتے ہیں۔

## دوسری حدیث:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”أَنَا مُحَمَّدُ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مَرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النُّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خَرِيمَةَ بْنِ مَدْرَكَةَ بْنِ الْيَاسِ بْنِ مَضْرَبِ بْنِ نَزَارِ بْنِ مَعَدِ بْنِ عَدْنَانَ وَمَا فَتَرَقَ النَّاسُ فِرْقَتَيْنِ إِلَّا جَعَلَنِي اللَّهُ فِي خَيْرِهِمَا فَأَخْرَجْتُ مِنْ مَبْنِي أَبِي أَدَمَ حَرْجُ مِنْ نِكَاحٍ وَلَمْ أَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِنْ لَدُنْ أَدَمَ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى أَبِي وَأُمِّي فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَسَبًا وَخَيْرُهُمْ أَبًا.“

”میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوں فرزند عبد اللہ کا اور وہ عبد المطلب کے بیٹے اور وہ ہاشم کے اور وہ عبد مناف اور وہ قصی کے اور وہ کلاب کے اور وہ مرہ کے اور وہ کعب کے اور وہ لوی کے اور وہ غالب کے اور وہ فہر کے اور وہ مالک کے اور وہ نضر کے اور وہ کنانہ کے اور وہ خریمہ کے اور وہ مدرکہ کے اور وہ الیاس کے اور وہ مضرب کے اور وہ نزار کے اور وہ معد کے اور وہ عدنان کے بیٹے، لوگ دو گروہ پر منقسم ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے بہتر میں رکھا تو میں اپنے ماں باپ سے پیدا ہوا اور کوئی بات عہد جاہلیت کی مجھے نہ پہنچی اور میں آدم علیہ السلام سے اپنے ماں باپ تک نکاح ہی سے پیدا ہوا ہوں نہ کہ زنا کے عیب سے تو میں سب سے نسب کے اعتبار سے بہتر ہوں اور خاندانی لحاظ سے بھی افضل ہوں۔“ (۱)

کشتہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قاضی عیاض مالکی نے ”شفائ شریف“ میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

”أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ رُوحُهُ نُورًا مَبْنِيَّ يَذِي اللَّهُ تَعَالَى قَبْلَ أَنْ يُخْلَقَ أَدَمُ بِالْفِي عَامٍ يُسَبِّحُ ذَلِكَ النُّورُ وَتُسَبِّحُ الْمَلَائِكَةُ بِتَسْبِيحِهِ فَلَمَّا خُلِقَ

اللَّهُ أَدَمَ أَلْفَى ذَلِكَ النُّورَ فِي صَلْبِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَأَهْبَطَنِي اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَى الْأَرْضِ فِي صَلْبِ نُوحٍ وَقَدْ فُتِيَ فِي صَلْبِ إِبْرَاهِيمَ ثُمَّ لَمْ يَزَلِ اللَّهُ تَعَالَى يَنْقُلُنِي مِنَ الْأَصْلَابِ الْكَرِيمَةِ وَالْأَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ حَتَّى أَخْرَجَنِي مِنْ أَبِي أَدَمَ لَمْ يَلْقِيَا عَلَيَّ سِفَاحَ قَطْ.“

بے شک حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح پاک آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے دو ہزار برس پہلے اللہ کی حضور کی میں نور تھی۔ یہ نور تسبیح کرتا تو اسکی تسبیح سے فرشتے تسبیح کہتے پھر جب خدا نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو یہ نور ان کی پشت میں رکھا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے مجھے زمین کی طرف پشت آدم میں اتارا اور پشت نوح میں رکھا اور پشت ابراہیم میں جلوہ گر کیا گیا پھر مجھے اللہ ہمیشہ بزرگ پشتوں اور پاک رحموں سے منتقل فرماتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ سے پیدا کیا جنہیں کبھی زنا نہ پہنچا۔ (۲)

ان احادیث سے روز روشن کی طرح واضح ہوا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کا ذکر کرنا اور اسکی خوشی کرنا چاہیے انفرادی طور پر ہو، چاہے مجمع عام میں، مستحب ہی نہیں بلکہ خود سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔

۵: احادیث مندرجہ بالا سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ یوم پیدائش پر خوشی منانا جائز ہے لیکن جبکہ یہ خوشی منانا جائز طریقہ سے ہو مثلاً روزہ رکھ کر صدقات و خیرات کر کے، ذکر واذکار محافل میلاد کی صورت میں ورنہ اگر سالگرہ وغیرہ کے موقع پر عیسائیوں اور دیگر بد مذاہب کے طور طریقوں کو اپنایا جائے تو یہ ناجائز و گناہ ہے۔

یاد رہے کہ عام طور پر ہر اچھے کام کے اندر بعض دنیا دار لوگ برائی اور فتن و فحور کے پہلو نکال لیتے ہیں مثلاً ایام عید مسلمانوں کے اجتماعی عبادات اور خوشی کے دن ہیں لیکن ان ایام کو میلہ کی شکل دے دی گئی ہے پارکوں اور تفریح گاہوں میں عورتیں سرخی پوڑا اور دیگر لوازمات سے بن سنور کر ساحل سمندر پر مردوں کیساتھ مخلوط اجتماع کی

۱: جامع الصغیر مصری ۸۹/۱

۲: ”شرح شفا علی القاری مصری“ ۱۹۹/۱

صورت میں گھومتی پھرتی ہیں، ناچ گانا اور دیگر خرافات ہوتی ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان دنوں میں خوشی نہ منائی جائے تو ایسے ہی میلاد کے موقع پر اگر بعض لوگ غیر شرعی امور کا ارتکاب کرتے ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ محافل میلاد کو بند کر دیا جائے اور اس کو ناجائز کہنا شروع کر دیا جائے اس طرح بہت سی شرعی محافل ناجائز ہو جائیں گی مثلاً نکاح وغیرہ کی تقاریب۔

۶: مندرجہ بالا احادیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ کسی جائز کام کیلئے دن وغیرہ متعین کرنا جائز و مستحسن ہے گناہ اور بدعت نہیں۔ سوال کیا جاتا ہے کہ میلاد شریف ماہ ربیع الاول میں کیوں منایا جاتا ہے اور خصوصاً بارہ تاریخ کیوں معین ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایسا تعین نہیں ہے جیسے یکم شوال عید الفطر کے لئے اور ذی الحج کیلئے معین ہے یا رمضان کا مہینہ روزوں کیلئے معین ہے یا جیسے غروب آفتاب اور طلوع فجر، مغرب اور فجر کی نمازوں کیلئے معین ہیں۔ میلاد شریف سال کے بارہ مہینوں میں کیا جاسکتا ہے اور اس پر عمل بھی ہوتا ہے لیکن ربیع الاول کے مہینہ اور بارہ تاریخ کی اس لئے خصوصیت ہے کہ اس ماہ اور اس تاریخ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ ہوئی ہے۔ اسکی شرعی نظیر یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

”جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ یہود دس محرم کا روزہ رکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ تم اس دن کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟

انہوں نے کہا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی تھی اور فرعون اور اسکی قوم کو غرق کر دیا تھا۔ حضرت موسیٰ نے بطور شکر اس دن کا روزہ رکھا تھا اسلئے ہم بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نعمت پر شکر ادا کرنے کے تمہاری بہ نسبت ہم زیادہ مستحق ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دس محرم کا خود بھی روزہ رکھا اور ہمیں بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔“ یہ حدیث ”صحیح بخاری“ میں بھی ہے، اس حدیث سے معلوم

ہوا کہ جس تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو یابی کو کوئی نعمت عطا فرمائی ہو اس دن اس نعمت کا شکر ادا کیا جائے اور اس نعمت کی تعظیم کی جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیر کے دن ولادت ہوئی اس دن آپ پر قرآن نازل ہوا اور اسی دن آپ مبعوث ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس دن کی تعظیم کیلئے روزہ رکھتے تھے چونکہ بارہ ربیع الاول کو آپ کی ولادت ہوئی اس بنا پر یہ دونوں حدیثیں تاریخ اور دن کی خصوصیت پر عظیم اصل ہیں۔

جشن میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جواز کے قائلین:

یہ بات یاد رہے کہ میلاد النبی کی خوشی منانے کے جواز پر مشائخ عظام و محدثین کرام و علمائے اعلام کے ایک ایسے بڑے گروہ نے لکھا ہے جو تمام مکاتب فکر کے نزدیک مسلم ہیں۔ جن میں سے بعض ایسے حضرات کا ہم ذکر کر دیتے ہیں کہ جشن میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جائز ہونے پر انکے نام ہی کافی ودوانی ہیں:

۱: شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ (”مدارج النبوة“ ۱۹/۲)  
۲: علامہ جلال الدین السيوطي الشافعي۔ (”حسن المقصد في عمل المولد“)

۳: علامہ علی بن برہان الدین الشافعي۔ (انسان العیون“ ۱۳۷/۱)

۴: ملا علی قاری۔ (المولد الروی فی المولد النبوی)

۵: علامہ ابن عابدین الشامی الشافعي۔ (سبل الہدی والارشاد فی سیرۃ خیر العباد، ۱/۴۵۵) (”شرح المولد لابن حجر بحوالہ جوار الجار“ ۳۴۰/۱)

۶: علامہ حسین بن محمد یار بکری۔ (”تاریخ الخمیس“ ۲۲۲/۱)

۷: علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی۔ (”شرح المواہب اللدیة“ ۱۳۹/۱)

۸: علامہ محمد بن یوسف شامی۔ (”سبل الہدی والارشاد“ ۳۵۵/۱)

۹: محدث، ابن جزری قاری

# ویلنٹائن ڈے.....

اشرف العباد والمشاخ عفتی  
محمد اشرف القادری  
محمد رشید آبادی

دوستی کے خواہاں ہیں اور ان کے مذہب باطلہ کی طرف قلبی میلان رکھتے ہیں، ان کا اپنا عمل ہی اس بات کی تصدیق کرتا ہے، اگرچہ زبان سے اسکی تردید کرتے ہیں، حالانکہ خود رب قدوس اور تاجدارِ دو عالم صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی تقلید و مشابہت سے انکی طرف رغبت و میلان سے انکے ساتھ دوستی کرنے سے مکمل اجتناب برتنے اور اپنے جدِ اگانہ شخص کو برقرار رکھنے کا سختی سے حکم فرمایا ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ  
أَوْلِيَاءَ. بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ط وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ.“  
”اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ  
آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی ان سے  
دوستی کرے گا وہ انہی میں سے ہے۔“ (۱)

اگلی آیت میں ارشاد فرمایا:

”فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ.  
”اب تم انہیں دیکھو گے جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ وہ  
یہود و نصاریٰ کی طرف ہی دوڑے جاتے ہیں۔“ (۲)

آگے چل کر ارشاد فرمایا ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ  
هُزُؤًا وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَالْكَافِرَ أَوْلِيَاءَ  
وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ.“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

۱: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ”ویلنٹائن ڈے“ جو کہ ۱۴ فروری کو پوری دنیا میں یومِ محبت کے طور پر منایا جاتا ہے۔ بالخصوص نوجوان لڑکے لڑکیاں اپنے اپنے محبوبوں کو بطور گفٹ گلاب کے پھول، کارڈ اور گفٹ پیک پیش کرتے ہیں اور یوں اپنے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔

اور کچھ ڈکاندار ۱۴ فروری ”ویلنٹائن ڈے“ منانے والوں کیلئے خصوصی گفٹ پیک اور پھولوں کے ہار اور گلستے وغیرہ فروخت کرتے ہیں آیا مسلمانوں کیلئے ”ویلنٹائن ڈے“ منانا اور دکان داروں کا اس دن خصوصی گفٹ پیک، کارڈ یا پھولوں کے ہار یا گلستے فروخت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

السائل:

اعجاز احمد

غیاث سٹریٹ غیاث منزل، نور پور شرقی، گجرات

بَعُوْثِ الْعَلَامِ الْمُنْعَامِ الْوَهَّابِ

الجواب:

ویلنٹائن ڈے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ یہ یہودیوں یا عیسائیوں کا دن ہے اس دن اگر کوئی غیر شرعی رسومات، خرافات نہ بھی ہوں تب بھی اسے ویلنٹائن ڈے کے طور پر منانا کم از کم مسلمانوں کیلئے۔ اسے ویلنٹائن ڈے کے طور پر منانا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ یہ دن منانے والوں کے دل یہود و نصاریٰ کی عظمت کے معترف اور انکی محبت

۱: ”سورة المائدة“ ۵: ۵۱

۲: ”سورة المائدة“ ۵: ۵۲

”اے ایمان والو جن لوگوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنالیا ہے اور جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور دیگر کفار ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر تم ایمان دار ہو۔“ (۱)

اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

”مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ.“

”جو آدمی کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے

شمار ہوگا۔“ (۲)

کتنی واضح آیات ہیں اور کتنا واضح فرمان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ سے اور ہر قسم کے کافروں سے دوستی کرنے ان کی طرف میلان رکھنے سے اور ان سے مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا۔ تمام کفار بالعموم اور یہود و نصاریٰ (انگریز) بالخصوص کیا مسلمانوں کا مذاق نہیں اڑاتے؟ کیا دین اسلام کا مذاق نہیں اڑاتے؟ کیا قرآن کا مذاق نہیں اڑاتے؟ اور کیا سرعام بانی اسلام کا مذاق نہیں اڑاتے؟ اور انہیں گالیاں نہیں دیتے؟

کیا ان کی اسلام دشمنی میں اب بھی شک ہے۔ کیا یہودیوں اور عیسائیوں وغیرہم نے کبھی محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ”برتھ ڈے“ (جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) منایا ہے؟

صدیق اکبر یا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ”برتھ ڈے“ کا جشن منایا ہے؟

پر تعجب ہے مسلمان پر یہ کیسا مسلمان ہے؟ کہ کبھی دیکھو تو ہندوؤں کے تہوار میں شریک ہو کر بسنت منارہا ہے اور کبھی ہولی دیولی کی رسومات میں ہندوؤں کا شریک سفر ہے اور کبھی ویلنٹائن ڈے اور کبھی اپریل فول منارہا ہے۔ لباس وضع قطع میں گویا انہی میں کا ایک فرد ہے۔ ہندوؤں کے تہوار میں شریک ہے تو پورا ہندو اور یہود و نصاریٰ کے تہوار میں پورا پورا یہودی اور عیسائی۔ جنہی فیصل نہ کر پائے کہ یہ کس ملت کا فرد ہے۔

سچ فرمایا میرے رب قدوس نے:

”فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ.“

”اب تم دیکھو گے انہیں جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ وہ

یہود و نصاریٰ کی طرف ہی دوڑے جاتے ہیں۔“

علامہ اقبال مسلمان نوجوان کی غیرت دینی کے مرجانے پر

نوحہ کناں ہیں، فرماتے ہیں:

وضع میں تم نصاریٰ ہو تو تمدن میں ہندو

یہ مسلمان ہیں کہ جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں یوم عاشوراء کا روزہ رکھا اور صحابہ کرام کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا، صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس دن کی تو یہود و نصاریٰ بھی تعظیم کرتے ہیں (یہ دن تو وہ بھی مناتے ہیں) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اگر آئندہ سال تک ہم بقیہ حیات ہوئے تو ۱۰ محرم الحرام کے ساتھ ساتھ ۹ محرم الحرام کا بھی روزہ رکھیں گے۔“ (۳)

چونکہ یوم عاشوراء ”عاشورہ ڈے“ یہود و نصاریٰ بھی مناتے تھے اور عبادت کے طور پر مناتے تھے، جیسا کہ دوسری روایتوں سے ثابت ہے کہ یہود و نصاریٰ اس دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہود و نصاریٰ وغیرہم کی تقلید و مشابہت کو حد درجہ ناپسند فرماتے تھے، یہاں تک ”عاشورہ ڈے بطور عبادت مناتے وقت بھی مسلمانوں کے جدا گانہ تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے انہیں نو اور دس محرم الحرام کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا تا کہ عبادت بھی ہوتی رہے اور اہل کتاب کی مخالفت بھی ہوتی رہے۔ اور مسلمانوں کا جدا گانہ تشخص بھی برقرار رہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں مسلمانوں کو غیر مسلموں اور بالخصوص یہود و نصاریٰ کی تقلید اور ان کی مشابہت سے سختی سے روکا ہے وہاں اس بات کی پیشین گوئی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

۱: ”سورة المائدة“ ۵: ۵۷

۲: ”سنن ابی داؤد“ کتاب اللباس، باب لبس الشهرة، آفتاب عالم پریس لاہور، ۲۰۳/۲

۳: ”مشکوٰۃ شریف“ کتاب الصوم باب الصیام القطوع، الفصل الاول، ۱۸۰/۱، بحوالہ مسلم

”لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي كَمَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَآءَ يَلْ حَذَوُ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ غَلَابِيَّةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ الْخ.“

”ضرور بالضرور میری امت پر ایک وقت آئے (گا) جیسا بنی اسرائیل (یہود و نصاریٰ) پر آیا جیسے جوتی جوتی کے مشابہ ہوتی ہے حتیٰ کہ اگر یہود و نصاریٰ میں کسی آدمی نے اپنی ماں سے اعلائیہ زنا کیا تو میری امت میں بھی ایسا آدمی ہوگا جو ماں سے زنا کرے گا (یعنی میں اللہ کا نبی تمہیں روکتا ہوں لیکن تم ضرور بالضرور میری نافرمانی کرتے ہوئے یہود و نصاریٰ کی مشابہت و تقلید اختیار کرو گے)۔“ (۱)

لہذا ان آیات و احادیث مبارکہ کی روشنی میں ثابت ہوا کہ ویلنٹائن ڈے، میں فحش حرکات و سکنات نہ بھی ہوں تب بھی یہود و نصاریٰ کی تقلید و مشابہت کی وجہ سے مسلمانوں کو یہ دن منانا نہ صرف یہ دن بلکہ ہولی دیوالی، بسنت، اپریل فول وغیرہ منانا حرام و ناجائز ہے۔

پھر ویلنٹائن ڈے منانے کا جو انداز دنیا بھر میں تقلیداً مسلمانوں میں مروج ہے کہ حیا سوز فحاشی و عریانی پڑتی، کردار و افعال و رسومات کہ غیر محارم نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کا آپس میں ایک دوسرے کو تحفہ محبت کے طور پر گفٹ پیک پھولوں کا گلہ سہ یا ہار پیش کرنا ساتھ ہی ساتھ پیار و محبت کے جملوں کا تبادلہ کرنا اصطلاح شریعت میں انہیں محرکات زنا اور دواعی زنا کا نام دیا گیا ہے اور اللہ رب العزت نے ”قرآن مجید فرقان حید“ واضح طور پر فرمادیا:

”وَلَا تَقْرُبُوا الزَّوَائِيَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا.“  
”مسلمانوں زنا کے قریب تک نہ جانا یقیناً وہ بے حیائی ہے اور بُری راہ ہے۔“ (۲)

زنا تو حرام ہے ہی اس آیت کی رو سے ہر ایسا فعل جس سے جذبات و احساسات مشتعل ہوں اور جو زنا و بے حیائی پر ابھارے حرام ہے۔ چونکہ ”ویلنٹائن ڈے“ ایسی رسومات و افعال پڑتی ہے جس سے یقیناً و جزماً احساسات ابھرتے اور جذبات مچلتے ہیں اور بے حیائی پھیلتی ہے، لہذا منہیات شرعیہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کو یہ

دن منانا حرام اور اشد حرام ہے۔ اور اللہ اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی اور بیزاری کا سبب ہے جس کا لازمی نتیجہ دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں عذاب الیم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان عبرت ہے:  
”اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ لَا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ.“  
”وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے، یقیناً ان کیلئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔“ (۳)

جب روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ مسلمانوں کو ”ویلنٹائن ڈے“ منانا ناجائز و حرام اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی کا سبب ہے تو لا محالہ یہ دن منانے کیلئے گفٹ پیک، پھولوں کے گلہ سہ یا ہار جو سٹیشل اسی مقصد کیلئے بنائے اور فروخت کئے جاتے ہوں کا بنانا بھی حرام اور ان کی خرید و فروخت کرنا بھی حرام ہے۔ کیونکہ گناہ و معصیت پر معاونت بھی گناہ و معصیت ہوتی ہے حالانکہ گناہ اور معصیت پر معاونت حرام ہے۔

حکم خداوندی ہے:  
”لَا تَعَاوُنُوا عَلٰی الْاٰثِمِ وَالْعُدُوْا اِنَ.“  
”گناہ و زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی معاونت نہ کرو۔“ (۴)

فَقَدْ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمَ وَرَسُوْلُهُ الْاَكْرَمُ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْ حَبِيْبِهِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ. كَتَبَهُ  
نائب مفتی

مفتی محمد عبدالسلام ہاشمی

الجواب صحیح

رئیس دارالافتاء

امفتی محمد اشرف القادری

(”الجامعة الاشرفیة“ محلہ علی مسجد مرکزی، گجرات)

۱: ”مشکوٰۃ“ کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثانی، ۳۱/۱، بحوالہ ترمذی

۲: ”بنی اسرائیل“

۳: ”سورة النور“ ۲۳: ۱۹

۴: ”سورة المائدة“ ۵: ۲

# میلادِ سید المرسلین ﷺ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امین مدظلہ

اور جب ابولہب مر گیا تو اس کے بھائی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابولہب کو خواب میں دیکھا اور پوچھا بھائی کیا حال ہے۔ تو ابولہب نے کہا میں دوزخ میں اور ہوں مجھے سخت عذاب ہوتا ہے لیکن پیر کے دن مجھے اس انگلی سے کوئی چیز آرام دہ ملتی ہے میں اس کو چوستا ہوں تو مجھے عذاب سے آرام مل جاتا ہے اور بتایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب میری لونڈی ثویبہ نے مجھے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی خوشخبری دی تھی تو میں نے اس انگلی سے اشارہ کر کے اس لونڈی کو آزاد کیا تھا اس وجہ سے مجھے یہ انعام ملتا ہے۔ (۲)

اسی لئے امام جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اے مسلمان غور کر کہ ایک کافر ابولہب جس کی مذمت میں پوری ایک سورت قرآن مجید میں نازل ہوئی اس کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پاک کی خوشی کرنے میں یہ انعام ملا ہے تو جو مسلمان امتی حبیب خدا سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پاک کے دن خوشیاں منائے، اپنی بساط کے مطابق مال خرچ کرے تو اس کو کیا انعام ملنا چاہئے مجھے جان کی قسم ایسے مسلمان کو یہ انعام ملنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو نعمتوں والی جنت عطا کرے۔ (۳)

## میلاد پاک کے متعلق اقوال مبارکہ:

۱: شیخ الحدیث شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”مسلمان ہمیشہ سے اس میلاد پاک کے مہینہ میں محفلیں منعقد کرتے چلے آ رہے ہیں نیز مسلمان اس مبارک مہینہ میں دعوتیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط  
”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِهِ وَرَسُوْلِهِ سَیِّدِ الْعَالَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ.“  
قرآن مجید:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:  
”قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا.“  
”یعنی اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کے حاصل ہونے پر خوشیاں مناؤ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کیا مراد ہے۔ والرحمة محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔“ (۱)

یعنی اس آیت پاک میں رحمت سے مراد حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک مراد ہے۔  
”تفسیر نعیمی“ میں ہے کہ بارہ ربیع الاول شریف کو خوشیاں مناؤ کہ اس دن میں رحمۃ للعالمین یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔

## حدیث پاک:

جب نبی اکرم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پاک ہوئی تو ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے ابولہب کو ولادت پاک کی خوشخبری دی تو ابولہب نے انگلی سے اشارہ کر کے اس لونڈی کو آزاد کر دیا۔

۱: ”قرآن مجید سورۃ یونس“ تفسیر روح المعانی

۲: ”صحیح بخاری“ ”ما ثبت من السنۃ“ ”المواہب الدنیہ“ ”اثبات المولد والقیام“ ”مختصر سیرۃ الرسول تصنیف عبد اللہ بن عبد الوہاب نجدی

۳: ”ما ثبت من السنۃ“ ”المواہب الدنیہ“ ”اثبات القیام“



کرتے قسماً قسم کے صدقات و خیرات کرتے خوشیاں مناتے چلے آ رہے ہیں اس میلاد پاک کی وجہ سے ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل عام برستا ہے۔“ (۱)

۲: نیز حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا:

”کہ تجربہ سے ثابت ہوا کہ اس میلاد پاک منانے کی وجہ سے سال بھر امن امان حاصل ہوتا ہے اور جلدی خوشخبری حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مسلمان پر رحم فرمائے جو کہ میلاد پاک کے مہینہ کی راتوں کو عید مناتا ہے تاکہ ایسے شخص کے دل پر سخت چوٹ لگے جس کے دل میں بغض و عناد کی بیماری ہے۔“ (۲)

۳: نیز شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا:

”کہ میلاد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رات شب قدر سے بھی افضل ہے۔“ (۳)

۴: سیدنا امام جلال الدین سیوطی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا:

”کہ ہمارے لئے مستحب ہے کہ ہم شکر کے طور پر نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے میلاد پاک پر کھانا شیرینی وغیرہ تقسیم کریں اور اجتماعات منعقد کریں اور خوشی کے اظہار کے کام کریں۔“ (۴)

۵: امام سید برزنجی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا:

”نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے میلاد پاک کے ذکر کے وقت قیام کرنا (کھڑے ہو کر سلام پڑھنا) اس کو بڑے بڑے علماء کرام مشائخ عظام نے مستحسن جانا اور طوبیٰ (جنت) ہے اس مسلمان کیلئے جس کا مقصد تعظیم مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہو۔“ (۵)

۶: علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا:

”فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود شریف میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال (محفل میلاد) منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف اٹھاتا ہوں۔“ (۶)

۷: غیر مقلدوں کے مایہ ناز عالم نواب صدیق حسن بھوپالی نے لکھا ہے:

”جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور وہ شکر خدا کا اس نعمت کے حاصل ہونے پر نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔“ (۷)

### واقعات

۱: جب اللہ تعالیٰ کے حبیب رحمۃ اللعالمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت پاک ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تین جھنڈے لے جاؤ ایک جھنڈا مشرق میں گاڑ دو، دوسرا مغرب میں اور تیسرا جھنڈا خانہ کعبہ کی چھت پر نصب کر دو۔“ (۸)

نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی والدہ ماجدہ آمنہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا:

”جب میرے لخت جگر کی ولادت کا وقت قریب آیا تو میں نے دیکھا کہ زمین و آسمان کے درمیان ریشم کا فرش بچھایا گیا ہے نیز میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں ایک مغرب اور ایک خانہ کعبہ کی چھت پر نصب کر دیا گیا۔“ (۹)

### اپیل:

میلاد پاک پر جھنڈیاں لگانے پر فتوے لگائیے ذرا آنکھیں کھول کر دیکھیں اور تعصب کی عینک اتار کر پڑھ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

۲: جب سید الانبیاء رحمۃ اللعالمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی

- ۱: ”ماثبت من السنة“
- ۲: ”ماثبت من السنة“
- ۳: ”ماثبت من السنة“
- ۴: ”اثبات المولد والقیام“
- ۵: ”اقامة القیامة“
- ۶: ”فیصلہ ہفت مسئلہ“
- ۷: ”الشمامۃ العنبریہ“
- ۸: ”ماثبت من السنة“ انوار محمدیہ
- ۹: ”ماثبت من السنة“ ”المواہب الدنیہ“

ولادت پاک ہوئی تو جہاں بھر کے چرند پرند خوشیاں منایں مغرب کے پرندے مشرق کو خوشخبریاں دیتے جا رہے ہیں اور مشرق کے مغرب کو۔ (۱)  
 ۳: دنیا میں جب کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو وہ اپنی حیثیت کے مطابق مٹھائی تقسیم کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے یہ مٹھائی تقسیم فرمائی کہ جہاں بھری عورتوں کے متعلق حکم دیا کہ سب کے ہاں اس سال لڑکے پیدا ہوں کوئی لڑکی پیدا نہ ہو۔ (۲)

۴: فارس میں آتش پرست لوگ تھے وہ آگ کی پوجا کرتے وہ آگ کو بجھنے نہ دیتے تھے اور ایک ہزار سال تک انہوں نے آگ نہ بجھنے دی لیکن جب حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پاک ہوئی تو وہ ہزار سالہ آگ یکدم بجھ گئی اور کسریٰ کے محل کے ۴۲ کنگرے گر گئے۔ (۳)  
 ۵: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

”کہ میرے والد ماجد شاہ عبد الرحیم ہر سال سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد پاک منایا کرتے تھے ایک سال حسن اتفاق کہ مالی حالت کمزور ہو گئی تو انہوں نے بجھنے ہوئے چنے لے کر میلاد شریف پڑھ دیا اور وہ چنے تقسیم کر دیئے تو خواب میں سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ چنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خوش ہو رہے ہیں۔“ (۴)

۶: حضرت مولانا حکیم فضل محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر سال رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد پاک بڑی دھوم دھام کے ساتھ مناتے تھے دور دور سے علماء کرام و نعت خواں حضرات کو بلا یا جاتا تاریخ الاول شریف کی دسویں، گیارہویں، بارہویں رات کو جلسہ ہوتا اور بارہویں شب صبح سحری کے وقت کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھتے پھر نماز فجر کے بعد جلوس نکلتا جو کہ پورے جالندھر شہر کا

گشت کرتا اور عصر کے وقت دعائے خیر پر اختتام پذیر ہوتا۔  
 حکیم فضل محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسجد کی ڈیوڑھی پر گنبد بنے ہوئے تھے ایک سال جبکہ بارہویں تاریخ کو سحری کے وقت کھڑے ہو کر سارے نمازی صلوٰۃ و سلام پڑھ رہے تھے۔ حضرت حکیم فضل محمد صاحب کا ایک مرید بابا شیر محمد جو کہ نہایت سیدھا سادا تھا وہ بڑی محبت کی نظروں سے ڈیوڑھی کی طرف دیکھ رہا تھا پھر جب جلوس ختم ہوا اور نمازی مسجد میں آئے تو بابا شیر محمد بولا حضرت جی کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کے حبیب کی زیارت کی تھی حضرت نے پوچھا بابا جی کیا تو نے زیارت کی تھی وہ بولا جب ہم سحری کے وقت صلوٰۃ و سلام پڑھ رہے تھے گنبد کے نیچے تخت پر رسول اللہ تعالیٰ کے حبیب صحابہ کرام کیساتھ جلوہ گر تھے یہ سن کر حضرت حکیم صاحب فرمایا، بابا تو نے زیارت کر لی تو گویا سب نے زیارت کر لی۔ (۵)  
 ۷: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

”جب میں مکہ مکرمہ حاضر ہوا اور وہاں جس مکان میں رحمت دو عالم حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پاک ہوئی تھی وہاں میلاد پاک کے دن لوگ اکٹھے ہوئے میں نے دیکھا کہ لوگ اس مکان شریف میں درود پاک پڑھ رہے ہیں اور ساتھ ہی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پاک کا ذکر کر رہے ہیں تو میں نے دیکھا کہ اچانک انوار مبارکہ بلند ہوئے میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان فرشتوں کے ہیں جو ایسی محفلوں پر مقرر ہوتے ہیں نیز میں نے دیکھا کہ ان انوار ملائکہ کے ساتھ رحمت کے انوار بھی شامل ہو گئے ہیں۔“ (۶)  
 ۸: سیدی محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ الحاج ابوالفضل محمد سردار احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا:

”کہ حضرت مولانا فضل الرحمان گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر سال سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد پاک منایا کرتے تھے ایک سال جبکہ آپ کے مرید مسجد کی دیواروں پر قد یلیں روشن

۱: ”المواہب اللدنیہ“ انوار محمدیہ

۲: ”المواہب اللدنیہ“ انوار یہ محمدیہ

۳: ”الشمامۃ العنبریۃ“ المواہب اللدنیہ

۴: ”درثمین“

۵: ”بزیان ابراہیم صاحب جالندھری“

۶: ”فیوض الحرمین“

کر رہے تھے ایک مولوی صاحب آئے اور دیکھ کر تیخ پا ہوئے اور بولے یہ سراسر فضول خرچی ہے اور فضول خرچی کرنا شیطان کا کام ہے۔

اس مولوی کی یادہ گوئی کو حضرت نے بھی سن لیا اور مولوی کو بلا کر فرمایا مولوی جی آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

مولوی بولا جناب کیا ایک دو قندیلیں کافی نہیں اتنی قندیلیں روشن کرنا یہ تو فضول خرچی ہے۔

حضرت مولانا فضل الرحمان گنج مراد آبادی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا مولوی جی اگر یہ فضول خرچی ہے تو ان قندیلوں کو بجھا دو۔ یہ سن کر مولوی بڑا خوش ہوا اور دیوار پر چڑھ کر ایک قندیل کو پھونک لگائی وہ بجھ گئی پھر دوسری قندیل کے پاس جا کر پھونک لگائی وہ بجھ گئی لیکن پہلی خود بخود روشن ہو گئی مولوی صاحب آگے آگے قندیلوں کو بجھاتے جا رہے تھے اور کچھلی قندیلیں خود بخود روشن ہو رہی تھیں مولوی پھونکیں مار مار کر تھک گیا تو حضرت نے فرمایا مولوی جی یہ عشق رسول کی قندیلیں ہیں یہ پھونکوں سے نہیں بجھ سکتیں۔

۹: جب نبی اکرم رحمۃ اللعالمین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت پاک ہوئی تو سب سے زیادہ دکھ اور صدمہ شیطان کو اور اس کی پارٹی کو پہنچا۔

چنانچہ ”عیون الاثر“ میں ہے شیطان نے چار بار واویلا کیا اور ایک مرتبہ اس وقت شیطان نے واویلا کیا جبکہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت پاک ہوئی۔

نیز حضرت علامہ زبنی دحلان نے فرمایا:

”جب رحمۃ اللعالمین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت پاک ہوئی اور شیطان نے اپنی پارٹی کو اپنے لشکر کو اکٹھا کیا اور کہا آج رات ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو کہ ہمارا کام درہم برہم کر دے گا یہ سن کر شیطان کے لشکر نے کہا:

”اے ہمارے سردار! تو ابھی جا کر اس بچے کو اچک لے شیطان وہاں سے چلا اور جب وہ رسول اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب پہنچا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرائیل بھی پہنچ گئے

اور شیطان کو اپنے پاؤں کے ساتھ ایسا کھلا مارا کہ شیطان لڑھکتا ہوا عدن میں جاگرا۔“ (۱)

اکابر علماء اور ائمہ دین میں سے کس کس نے میلاد پاک کو جائز و مستحب قرار دیا ہے:

۱: شیخ الحدیث شاہ عبدالحق محدث دہلوی، ۲: امام شمس الدین جزری، ۳: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ۴: امام جلال الدین سیوطی، ۵: شاہ عبد الرحیم دہلوی، ۶: حضرت حاجی امداد اللہ مہاجرکی، ۷: علامہ ابن جوزی، ۸: حضرت مولانا فضل الرحمان گنج مراد آبادی، ۹: حضرت حکیم فضل محمد جالندھری، ۱۰: حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی، ۱۱: ابولہب والا واقعہ لکھنے والے امام بخاری، ۱۲: حضرت شاہ احمد سعید دہلوی، ۱۳: حضرت خواجہ زید فاروقی ازہری، ۱۴: حضرت علامہ ابن حجر، ۱۵: حضرت علامہ ابوشامہ، ۱۶: حضرت توکل شاہ انبالوی، ۱۷: امام سید برزنجی، ۱۸: امام علامہ محمد یوسف مہمانی۔ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ

ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے نو سو سال بعد جاگتے ہوئے چکھتر بار رحمت کائنات صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کی جیسے کہ امام سیوطی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور ان میں سے وہ بھی ہیں جن کو ہر روز زیارت نصیب ہوتی تھی جیسے کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ۔ ان میں سے وہ بھی ہیں جن کو حبیب خدا صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (میرا محبوب) کا لقب عطا کیا جیسے کہ علامہ مہمانی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ہیں۔

اے مسلمان بھائی سوچ اور غور و فکر کر کہ ہم نے کس کے پیچھے چلنا ہے اللہ تعالیٰ نظر بصیرت عطا کرے۔ آمین

۱: ”ضیاء النبی“ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

# عید میلاد کی شرعی حیثیت

مولانا فضل غنی قادری اشرفی

سب سے پہلے آپ اس سے حرام کی تعریف پوچھیے امید کرتا ہوں کہ نہیں آئیگی اور اگر آ بھی گئی تو کہنا کہ قرآن میں اور حدیث متواترہ میں کہاں لکھا ہے کہ میلاد منانا حرام ہے۔ قرآن پاک کی کوئی آیت پیش کرو یا کوئی حدیث متواترہ پیش کرو جس میں لکھا ہو کہ میلاد منانا حرام ہے۔ نہ قرآن سے کوئی آیت پیش کر سکیں گے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ میرے نبی کا میلاد نہ منایا کرو، اور نہ ہی ذخیرہ حدیث میں کوئی حدیث دکھا سکیں گے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہو کہ میرا میلاد نہ منایا کرو۔

جب قرآن پاک میں بھی ممانعت نہیں اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بھی ممانعت نہیں تو کوئی دلیل سے یہ لوگ میلاد شریف کو حرام اور ناجائز کہتے ہیں۔

**دوسرا اعتراض:**

میلاد کے منکر دوسرا اعتراض کرتے ہیں کہ میلاد خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں منایا تو آپ کیوں مناتے ہیں۔

**جواب:**

دلائل شرع چار ہیں:

قرآن، حدیث، اجماع امت، قیاس

سب سے پہلے تو ہم مانتے ہی نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے میلاد پر خوشی نہ منائی ہو اور اگر بالفرض ہم مان بھی لیں تو صرف فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دلیل نہیں اگر کسی چیز کا ثبوت کسی ایک دلیل سے ثابت نہ ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط  
”قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ“

”تم فرماؤ! اللہ ہی کا فضل اور اس کی رحمت اور اس پر چاہئے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔“  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل ہیں، لہذا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر بھی خوشی منانا جائز اور باعث ثواب ہے۔

میں آپ کو اس مضمون میں حضور شیخ القرآن والحدیث، مفتی اعظم پاکستان، مفتی محمد اشرف القادری دامت برکاتہم العالیہ کے فیضان سے مستفیض کروں گا۔

بد مذہب اور میلاد کے منکر ہم اہل سنت و جماعت پر تین بنیادی اعتراض کرتے ہیں ان تین اعتراضوں کو ذکر کروں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ جواب دینے کی کوشش کروں گا اور آخر میں میلاد شریف کوادلہ اربعہ (قرآن، حدیث، اجماع امت اور قیاس) سے انشاء اللہ ثابت کروں گا۔

**پہلا اعتراض:**

میلاد کے منکروں کی طرف سے پہلا اعتراض وارد ہوتا ہے کہ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منانا حرام ہے۔

**حرام:**

حرام وہ ہوتا ہے جس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو۔

وہ چیز ناجائز اور حرام ہوگئی باقی دلائل سے اگر اس ثبوت ہو تو جائز اور حلال ہوگی۔

### تیسرا اعتراض:

میلا دے کے منکر تیسرا اعتراض کرتے ہیں کہ میلا دینا نابدعت ہے۔

### جواب:

#### بدعت کی تعریف:

”الْبِدْعَةُ مَا لَا يَكُونُ لَهُ أَصْلٌ فِي أَصُولِ الدِّينِ وَيُظَعَّمُ النَّاطِرُ أَنَّهُ مِنْ أُمُورِ الدِّينِ.“

بدعت وہ ہوتی ہے جس چیز کا ثبوت اصول دین، قرآن حدیث اجماع، قیاس میں نہ ہو اور اس کے بعد وہ شخص (بدعتی) کہے کہ یہ کام جو میں کر رہا ہوں یہ دین کا حصہ ہے تو پھر ہوگا وہ کام بدعت اور وہ شخص ہوگا بدعتی۔ اور اگر اس کا ثبوت اولہ اربعہ (قرآن، حدیث، اجماع، قیاس) میں سے کسی ایک سے ہو تو وہ بدعت نہیں اور وہ شخص بدعتی نہ ہوگا ہم انشاء اللہ تعالیٰ میلا دالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اولہ اربعہ قرآن، حدیث، اجماع، اور قیاس سے ثابت کرینگے۔

### قرآن سے ثبوت:

اللہ رب العزت ”قرآن کریم“ میں ارشاد فرماتا ہے:  
”قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ“

”تم فرماؤ! اللہ ہی کا فضل اور اس کی رحمت اور اس پر چاہئے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔“  
اللہ رب العزت حکم فرما رہا ہے کہ میرے فضل اور رحمت پر خوشی مناؤ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کا فضل بھی ہیں اور رحمت بھی۔

اس آیت میں فضل سے مراد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات۔  
(روح المعانی)

قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہے:  
”ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ“  
”تفسیر حازن“ اور ”روح البیان“ میں ہے کہ یہاں ”فضل اللہ“ سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی ہے۔  
دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے:  
”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“  
”اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رحمت سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی ہے۔  
جب یہ ثابت ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کا فضل بھی ہیں اور رحمت بھی۔ اللہ رب العزت خود ارشاد فرماتا ہے کہ میرے فضل اور رحمت پر خوشی منایا کرو، تو کوئی چیز ہے جو ان لوگوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد پر خوشی منانے سے روک رہی ہے وہ صرف اور صرف ہٹ دھرمی ہے اور تو کچھ نہیں۔

### حدیث سے میلا دشریف کا ثبوت:

ہمارے آقا حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ پیر (سوموار) کے دن کا روزہ کیوں رکھتے ہیں؟  
تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:  
”فِيهِ وَلِدْتُ“  
”کہ اس دن اللہ رب العزت نے مجھے دنیا میں مبعوث فرمایا۔“

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ رکھ کر یہ بتا دیا کہ مجھے اس بات پر خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا تو اس پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہوں۔

### نوٹ:

اس سے ان لوگوں کا اعتراض بھی دفع ہو گیا جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے میلا د پر خوشی نہیں

منائی۔

اجماع امت:

اجماع کا لغوی معنی، عزم، اتفاق کرنا۔

اصطلاح:

”هُوَ اتِّفَاقُ جَمِيعِ الْمُجْتَهِدِينَ الصَّالِحِينَ مِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي عَصْرِ عَلَى وَاقِعَةٍ.“  
ہر زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے صالحین (نیک) مجتہدین علماء کا کسی مسئلہ پر اتفاق کرنا اجماع کہلاتا ہے۔

”مواہب لدنیہ“ میں علامہ شہاب الدین احمد قسطلانی فرماتے

ہیں:

”وَمَا زَالَ أَهْلُ الْإِسْلَامِ يَحْتَفِلُونَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيَعْمَلُونَ الْوَلَايِمَ وَيَتَصَدَّقُونَ فِي لَيْلِيهِ بِأَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَيُظْهِرُونَ الشُّرُوزَ وَيَزِيدُونَ فِي الْمَبَرَّاتِ وَيَعْتَنُونَ بِقِرَاءَةِ مَوْلِدِهِ الْكَرِيمِ وَيُظْهِرُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَرَكَاتِهِ كُلِّ فَضْلٍ عَمِيمٍ وَمِمَّا جَرَّبَ مِنْ خَوَاصِهِ أَنَّهُ أَمَانٌ فِي ذَلِكَ الْعَامِ وَبُشْرَى عَاجِلَةٌ بِبَيْلِ الْبُعْيَةِ وَالْمَرَامِ فَرَحِمَ اللَّهُ أُمَّرَأَةً اتَّخَذَ لِيَالِي شَهْرِ مَوْلِدِهِ الْمُبَارَكِ أَعْيَادًا.“

”اور ہمیشہ سے اہل اسلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ولادت شریف کے مہینہ میں محفلیں منعقد کرتے اور کھانے پکاتے ان راتوں میں قسم قسم کا صدقے دیتے اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور نیکیوں میں زیادتی کرتے اور مولود شریف پڑھنے میں اہتمام کرتے رہتے ہیں، اور ان پر فضل عظیم کی برکتیں ظاہر ہوتی رہتی ہیں اور مولود شریف کے مجرب خواص میں سے ہے کہ اس سال کیلئے امن ہوتا ہے اور حاجت روائی، مراد کی حصول کو بشارت عاجلہ ہوتی (کہ اس کی مراد جلد پوری ہوگی) اللہ تعالیٰ ان پر رحم کریں جو ماہ مبارک میں میلاد کی راتوں میں عید منائیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان ہمیشہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی ولادت کی خوشی منایا کرتے تھے تو اس پر سب اہل اسلام کا اجماع اور اتفاق ہے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو یہاں تک صراحت فرمادی کہ تمام اہل اسلام حرمین شریفین (مکہ المکرمہ، مدینہ المنورہ) یمن، مصر بلکہ تمام بلاد عرب والے ماہ مبارک ربیع الاول کی آمد پر خوشیاں مناتے ہیں اور محفلیں منعقد کرتے ہیں اور اس پر اجر پاتے ہیں اور کامیابیاں حاصل کرتے ہیں۔

قیاس سے میلاد کا ثبوت  
قیاس کا لغوی معنی:

برابر کرنا، اصطلاح میں ”تَقْدِيرُ الْفَرْعِ بِالْأَصْلِ فِي الْحُكْمِ وَالْعِلَّةِ“

”فرع کو اصل کے ساتھ حکم اور علت میں برابر کرنا۔“  
یعنی جس امر کے بارے میں شریعت اسلامی کی نصوص (قرآن، حدیث) سے کوئی حکم ثابت نہ ہو اور یہ علت میں ثابت شدہ کے ساتھ مشابہ ہو تو اس اصل کا حکم اس فرع کو دے دینا قیاس کہلاتا ہے۔  
میلاد شریف کے ثبوت کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا تو آپ نے اس حدیث سے استدلال کیا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، مدینہ منورہ تشریف لائے:

”فَوَجَدَهُمْ ذَايَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءٍ فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوا هُوَ يَوْمٌ أَغْرَقَ اللَّهُ فِيهِ فِرْعَوْنَ وَنَجَّى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنَحْنُ نَصُومُهُ شُكْرًا.“

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کو عاشورہ (دس محرم) کا روزہ رکھتے ہوئے پایا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نجات دی تو ہم شکر کے طور پر روزہ رکھتے ہیں۔

تو علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”فَيُسْتَفَادُ مِنْهُ فِعْلُ الشُّكْرِ عَلَى مَا مَنَّ بِهِ تَعَالَى فِي يَوْمٍ مُعَيَّنٍ.“

فرمایا کہ اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی نعمت پر معین دن میں شکر یہ ادا کرنا مستفاد ہوا (یعنی پتہ چلا: ) اور علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”وَأَيُّ رَحْمَةٍ أَعْظَمَ مِنْ بَرُوزِ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ.“

فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے زیادہ بڑی کون سی نعمت ہے۔

لہذا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر جو کہ سب سے بڑی نعمت ہے خوشی منانا ثابت ہوا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میلاد کی خوشی منانے کا طریقہ بیان فرما رہے ہیں:

”وَقَالَ إِنَّ قَاصِدِي الْخَيْرِ وَإِظْهَارِ الْفَرَحِ وَالسُّرُورِ بِمَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالْمَحَبَّةِ لَهُ يَكْفِيهِمْ أَنْ يَجْمَعُوا أَهْلَ الْخَيْرِ وَالصَّالِحِ وَالْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينَ فَيُطْعَمُوهُمْ وَيَتَصَدَّقُوا عَلَيْهِمْ مَحَبَّةً لَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ أَرَادُوا فَوْقَ ذَلِكَ أَمْرًا مَن يَشَاءُ مِنَ الْمَدَائِحِ النَّبَوِيَّةِ وَلَا شَعَارِ الْمَتَعَلِّقَةِ بِالْحَقِّ عَلَى الْإِخْلَاقِ الْكَرِيمَةِ مِمَّا يَحْرُكُ الْقُلُوبَ إِلَى فِعْلِ الْخَيْرَاتِ وَالْكَفِّ عَنِ الْبِدَعِ الْمُنْكَرَاتِ أَيْ لَأَنَّ مِنْ أَقْوَى الْأَسْبَابِ الْبَاعِثَةِ عَلَى مُحَبَّةِ سَمَاعِ الْأَصْوَاتِ الْحَسَنَةِ الْمَطْرَبَةِ بِإِنْشَادِ الْمَدَائِحِ النَّبَوِيَّةِ إِذَا صَارَتْ مَحَلًّا قَابِلًا فَإِنَّهَا تَحْدِثُ لِلْسَامِعِ شُكْرًا وَمَحَبَّةً.“

”اور فرمایا کہ نیکو کار ارادہ کرنے والوں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی خوشی و مسرت کا اظہار کرنے والوں کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اہل خیر و صلاح اور فقراء و مساکین کو جمع کریں اور انہیں کھانا کھلائیں اور ان پر محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں صدقہ کریں پھر اگر اس سے زیادہ کا ارادہ کریں تو وہ شعر خوانوں کو حکم دیں کہ وہ نعت و مدحت کے ایسے اشعار پڑھیں جو اخلاق کریمہ پر مشتمل

ہوں اور جن سے دلوں میں نیکیوں کے کرنے اور برائیوں سے باز رہنے کی حرکت پیدا ہو۔ کیونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پر ابھارنے والے اسباب میں سے زیادہ قوی تر بالغہ خوش آوازوں کا سننا ہے جو مدح اور نعمت کے اشعار میں ہوں۔ تو جب یہ قابل محل سے موافق ہو جائیں تو یہ سننے والے میں شکر و محبت پیدا کرتے ہیں۔

الحاصل:

محفل میلاد شریف کا ثبوت اسلام کے چاروں دلائل قرآن و حدیث اجماع و قیاس سے آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ظاہر ہو چکا۔

علامہ ابن حجر مکی اپنے فتاویٰ میں میلاد شریف کے متعلق فرماتے ہیں:

”وَالْمَوْلِدُ وَالْأَذْكَارُ الَّتِي تَفْعَلُ عِنْدَنَا أَكْثَرُهَا مُشْتَمِلٌ عَلَى خَيْرٍ كَصَدَقَةٍ وَذِكْرٍ وَصَلَاةٍ وَسَلَامٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَمَذْجِهِ.“

”ہمارے نزدیک جو مولود ذکر کر کے جاتے ہیں ان کے اکثر خیر پر مشتمل ہیں جیسے صدقہ کرنا اور ذکر کرنا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ و سلام پڑھنا اور ان کی مدح کرنا۔“

میلاد شریف میں تعظیماً کھڑا ہونا جائز ہے:

علامہ سید احمد دحلان ”السيرة النبوية والاثار المحمدية“ میں فرماتے ہیں:

”جَرَبَ الْعَادَةُ أَنَّ النَّاسَ إِذَا سَمِعُوا ذِكْرَ وَضْعِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُومُونَ تَعْظِيمًا لَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا الْقِيَامُ مُسْتَحْسَنٌ لِمَا فِيهِ مِنْ تَعْظِيمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ فَعَلَ ذَلِكَ مِنْ عُلَمَائِنَا لِأُمَّةِ الدِّينِ يُفْتَدَى بِهِمْ.“

”عادت جاری ہے کہ جب لوگ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا ذکر سنتے ہیں تو حضور کی تعظیم کیلئے قیام کرتے ہیں اور یہ قیام مستحسن اس لئے کہ اس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے اور اس قیام کو بکثرت ان علماء امت نے کیا جن کی پیروی کی جاتی ہے۔“



# گستاخ رسول کی سزائے موت

تحریر: سید ریاض حسین شاہ  
مرسل: محمد نواز کھرل

(چند ضروری وضاحتیں)

وہ لوگ جو اس تادیب کے باوجود باز نہ آئے ان کے اعمال اکارت چلے جانے کی خبر سنائی گئی۔

”اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے اونچا نہ ہونے دو اور ان کے سامنے اونچے نہ بولو جیسے تم ایک دوسرے کے ساتھ بلند آواز میں بولتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں پتا بھی نہ چل سکے۔“

(الحجرات ۰۲)

ایسے الفاظ جن کے استعمال سے کوئی دوسرا شخص فائدہ اٹھا کر گستاخی کر سکتا ہے ان جائز الفاظ کا استعمال بھی ممنوع قرار دے دیا گیا۔

”اے ایمان والو ”راعنا“ مت کہو، کہنا ہی ہو کچھ تو عرض کرو ”نظر میں رکھیے ہمیں“ اور سنا کرو اور منکرین کیلئے دردناک عذاب ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایمان کی ایک علامت یہ بیان فرمائی کہ مومن ایسے لوگوں سے قلبی روابط اور تعلقات رکھنے کو جائز نہیں سمجھتے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ ہوں اور ان کی مخالفت کرتے ہوں۔ سورہ مجادلہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”آپ نہیں پائیں گے کوئی قوم جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ پیار کریں ایسے لوگوں سے جو اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہوں اگرچہ وہ لوگ ان کے آباؤ اجداد یا آلِ اولاد یا بھائی برادر یا کنبے قبیلے سے ہوں، اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان کو راسخ کر دیا ہے اور اپنی خصوصی توجہ سے ان کی مدد فرمائی ہے اور اللہ انہیں باغات میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہوگی وہ ہمیشہ انہی میں رہیں

لوگوں کے ذہن میں سلمان تاثیر کے قتل سے کئی ایک سوال پیدا ہو گئے۔ جماعت اہل سنت پاکستان کے دارالافتا ”سے صادر ہونیوالے فتویٰ“ نے ملت اسلامیہ کی مذہبی سوچوں کو ایک رخ دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ دینی مطالعہ نہ ہونے کی وجہ سے شکوک ذہن میں بے چینی پیدا کرنے لگے وگرنہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں جانی گئی ہے کہ افراد کی موت کوئی معنی نہیں رکھتی ایمان اور عقیدے کی حیات قومی زندگی کا محور ہوا کرتا ہے۔ چونکہ فی نفسہ مسئلہ کا تعلق قانون، فقہ، عدالت اور اسلامی تاریخ کے ساتھ ہے اس لئے اسلامی قانون کے اصل مراجع کے بغیر صورت حال پوری طرح واضح نہیں کی جاسکتی۔

رسول زمین پر اللہ کے نائب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر اور نواہی کا نفوذ نبی اور رسول ہی کرتے ہیں۔ رسولوں کی تعظیم و تکریم دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم اور تکریم ہوتی ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں کہ رسولوں کی تکریم لازم کی گئی بلکہ رسولوں سے منسوب جملہ اشیاء کی تعظیم بھی ضروری قرار دی گئی ہے۔

قرآن مجید نے صاف طور پر کہا!

”سو جوان پر ایمان لایا اور ان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوب تعظیم کی اور ان کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو ان کے ساتھ نازل ہوا تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔“ (الاعراف: 157)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آوازوں کو بلند کرنے سے منع کر دیا گیا۔ مزید یہ کہ رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عیساٰ نہ انداز سے مخاطب کرنے کو حرام قرار دیا گیا ہے اور

گے، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہی لوگ اللہ کی جماعت ہیں، سنتا ہے جو اللہ کی جماعت ہے وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔“

(المجادلہ ۰۲)

کتاب اللہ نے شامین رسول اور مخالفین انبیاء کو ذلیل ترین مخلوق قرار دیا۔ ارشاد باری ہے:

”بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ لوگ انتہائی ذلیل لوگوں میں ہیں۔“ (المجادلہ ۰۲)

وہ لوگ جو رسول اللہ ﷺ کو دکھ اور ایذا دیتے ہیں ان کے بارے میں قرآن مجید نے فرمایا:

”پیشک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچائیں ہیں اللہ بھی انہیں دنیا اور آخرت میں اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے اور اس نے ایسے لوگوں کیلئے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔“

(الاحزاب ۵۷)

اس آیت کی تشریح میں جمہور مفسرین نے یہ بات نقل کی ہے۔

مدینہ میں کچھ اوباش آوارہ صفت، بد مزاج اور منافقین شامین حضور ﷺ کو گھروالوں کے لئے تشبیہ جکتے۔ گھرانہ رسول کی توہین کرتے، افواہیں پھیلاتے، دکھ دینے والی باتیں کرتے۔ قرآن حکیم نے انہیں ملعون کہا اور صاف واشکاف اعلان کر دیا۔ یہ دھتکارے ہوئے ملعون لوگ جہاں ملیں گرفتار کر لیے جائیں اور انہیں قتل کر دیا جائے۔ اس گینگ کا سرغنہ کعب بن اشرف تھا۔ حضور ﷺ نے مسجد نبوی میں اعلان فرمایا کہ تم میں سے کوئی ہے جو مجھے کعب بن اشرف کے بارے میں سکون دے۔ محمد بن مسلمہ نے اجازت چاہی کہ اسے آئینہ میں اتارنے کے لئے مجھے کچھ کمزور باتیں کرنے کی بھی اجازت دی جائے۔ بارگاہ نبوت سے اجازت ملی اب اگلا ماجرا بخاری کی روایت کردہ حدیث میں تفصیلاً ملاحظہ ہو۔ امام بخاری نے اپنی جامع کی دوسری جلد میں صفحہ پانچ سو چھتر پر یہ حدیث بیان کی۔

رسول محتشم ﷺ نے فرمایا:

”کعب بن اشرف کا ذمہ کون لیتا ہے اس نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی ہے۔“

محمد بن مسلمہ کھڑے ہوئے اور عرض کی آپ پسند فرماتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں؟

آپ نے فرمایا۔ ”جی ہاں“

محمد بن مسلمہ نے کہا پھر آپ مجھے اجازت مرحمت فرمادیں کہ میں اسے کچھ تعریضی کلمات کہہ سکوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی۔ محمد بن مسلمہ کعب بن اشرف کے پاس گئے اور کہا یہ محمد ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی کہ میں تجھ سے صدقہ طلب کر رہے ہیں انہوں نے ہمیں تنگ کر رکھا ہے میں تجھ سے مقرر میعاد پر سودا کرنے آیا ہوں۔ کعب بن اشرف نے کہا آپ لوگ محمد سے ضرور کبیہہ ہوں گے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا ہم نے انکی اطاعت کی ہے لیکن اب چاہتے ہیں کہ چھوڑ دیں دیکھتے ہیں ان کی دعوت کا انجا م کیا ہوتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تو ایک یا دو سبق پر سودا ادا کر دے۔ کعب بن اشرف نے کہا کہ دے دوں گا لیکن اس شرط پر کہ تم اپنی عورتیں میرے پاس رہن رکھ دو۔ جواباً کہا گیا کہ عورتیں تمہارے پاس کس طرح رہن رکھی جاسکتی ہیں فتنہ کا ڈر ہے اس لئے کہ تو عربوں میں حسین شخص ہے۔ پھر کعب بن اشرف نے کہا کہ بیٹے رہن رکھ دو کہا گیا کہ تو اگر انہیں گالی دے گا تو یہ چیز باعث عار ہوگی لیکن اگر تم قبول کرو تو تم ہم اسلحہ رہن رکھ سکتے ہیں اس طرح سودا مکمل کرنے کے لئے محمد بن مسلمہ نے کعب کو رات کے وقت بلالیا۔ جب وہ قلعہ سے اتر کر ان کے پاس آیا تو محمد بن مسلمہ اور کعب کے رضاعی بھائی ابونا نلہ نے اسے ٹھکانے لگا دیا۔

کعب بن اشرف کا قتل حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسے گستاخی کی سزا تھی۔“

(تلخیص)

گستاخ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اسے سزا پر امام بخاری زخمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کردہ ایک دوسری حدیث ملاحظہ ہو۔ اس حدیث کو حضرت براہین عازب نے روایت کیا۔

”حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے (کچھ حضرات کو) جو انصار تھے ابورافع یہودی کی طرف بھیجا ان لوگوں کا قائد حضرت عبداللہ بن عتیک کو بنایا یہ ابورافع نبیر جسی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایذا دیتا تھا اور آپ کے خلاف لوگوں کی مدد کیا کرتا تھا وہ سرزمین حجاز کے اپنے ایک قلعے میں رہتا تھا، جب وہ گردہ قلعہ کے قریب گیا تو سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے ٹھکانوں پر واپس آرہے تھے، اب عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم حضرات اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ میں چلتا ہوں دربان کو نرم کرنے کی کوشش کروں گا شاید میں اس طرح قلعے میں داخل ہو جاؤں۔ وہ آگے بڑھتے گئے یہاں تک کہ دروازے کے قریب پہنچ گئے پھر انہوں نے چادر لپیٹ لی گویا وہ رفع حاجت کر رہے ہیں، لوگ قلعے میں داخل ہو گئے دربان نے پکارا اے اللہ کے بندے! تو اندر داخل ہو کیونکہ میں دروازہ بند کرنا چاہتا ہوں، اب میں (عبداللہ بن عتیک) اندر چلا گیا، میں چھپ گیا جب سب لوگ اندر آ گئے تو اس (دربان) نے دروازہ بند کر دیا پھر اس نے چابیاں اندر ایک میخ پر لٹکا دیں وہ اپنے ایک بالا خانے میں تھا جب اس کے پاس سے قصہ گو چلے گئے اب میں اوپر چڑھا میں جو دروازہ بھی کھولتا اندر سے اسے بند کر کے آگے بڑھتا تھا تا کہ اگر لوگوں کو پتہ بھی چل جائے تو مجھ تک نہ پہنچ پائیں تا کہ میں اسے قتل کر سکوں میں اب اس تک پہنچ گیا وہ ایک تاریک گھر (کمرہ) میں اپنے اہل خانہ کے درمیان سو رہا تھا مجھے پتہ چل رہا تھا کہ وہ کس حصے میں ہے، میں نے پکارا اے ابورافع! اس نے کہا یہ کون ہے؟ میں آواز کی طرف لپکا اور اسے تلوار کی ایک ضرب لگائی مجھ پر دہشت طاری تھی یہ ضرب کافی نہیں تھی، وہ چلایا میں کمرے سے نکل گیا میں کچھ فاصلے پر رک گیا پھر اندر داخل ہو کر کہا اے ابورافع! یہ آواز کیا تھی وہ بولا تیری ماں مرے (اس نے اب سے کوئی اپنا محافظ سمجھا ہوگا) ابھی ایک شخص نے کمرے میں مجھے تلوار ماری ہے، فرماتے ہیں پھر میں نے اسے شدید زخم بھری تلوار ماری مگر وہ تا حال مرا نہیں تھا پھر میں نے تلوار کا کنارہ اس کے پیٹ میں اتار دیا تلوار پشت کی طرف سے نکل گئی مجھے یقین ہو گیا کہ وہ مر گیا ہے میں ایک ایک دروازہ کھول کر باہر نکل کر ایک سیڑھی

سے اتر میں نے سمجھا کہ میں زمین پر پہنچ گیا ہوں مگر میں تو چاندنی رات میں گر چکا تھا میری پنڈلی ٹوٹ گئی میں نے پکڑی سے اسے باندھ دیا پھر چل کر میں گیٹ پر آ کر بیٹھ گیا اور اپنے طور پر کہا کہ میں رات کو باہر نہیں نکلوں گا جب تک مجھے پتہ نہ چل جائے کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے، جب (سحری کو) مرغ چلایا تو موت کی خبر دینے والا قلعے کی دیوار پر آیا اور کہا میں اہل حجاز کے تاجر ابورافع کی موت کی خبر دے رہا ہوں۔ اب میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور کہا نجات ہوگئی اللہ تعالیٰ نے ابورافع کو ماردیا اب میں سید کل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا سارا واقعہ آپ کو سنایا آپ نے فرمایا پاؤں پھیلا دے میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا آپ نے اس پر (ہاتھ مبارک) پھیرا ایسا معلوم ہوا کہ اسے کبھی کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔

عبداللہ ابن حنظل نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کرتا تھا اور اس کی دولونڈیاں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرتی تھیں فتح مکہ کے بعد جب وہ غلاف کعبہ میں چھپا ہوا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے قتل کر دو کیوں نہ یہ کعبے کے پردے میں پناہ لیے ہو۔

ایک شخص با رگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرا باپ آپ کی گستاخی کیا کرتا تھا میں نے اسے قتل کر دیا یہ بات آپ پر گراں نہ گذری اور اس طرح اس کا خون ہدر رہا یہ روایت ابن قانع کی ہے۔

ہا رون الرشید نے حضرت امام مالک سے مسئلہ پوچھا گستاخ رسول کی سزا کیا کوڑے مارنا کافی نہیں اس پر حضرت امام نے فرمایا:

”اے امیر المؤمنین! گستاخ رسول گستاخی کے بعد بھی زندہ رہے تو پھر امت کو زندہ رہنے کا حق نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ کو فی الفور گرفتار کر کے قتل کر دیا جائے۔“

رد المحتار میں امام محمد بن حنون کی روایت ہے۔

”تمام علماء کا اس پر اجماع ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینے والا آپ کی شان میں کمی کرنے والا کافر ہے اور تمام

امت کے نزدیک وہ واجب القتل ہے۔

(”ردالمختار“ جلد سوئم ص: ۴۰۰)

حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے صاحبزادے حضرت محمد رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دور میں ایک امام جس کا نام عبداللہ بن نواح تھا قرآن کی آیات کا مذاق اڑایا اور مغایم کے رد و بدل سے یہ الفاظ کہے:

”قسم ہے آٹا پینے والی عورتوں کی جو اچھی طرح گوندھتی ہیں پھر روٹی پکاتی ہیں پھر شید بناتی ہیں پھر خوب لقمے لیتی ہیں۔“

اس پر حضرت نے اسے قتل کا حکم سنایا اور لمحہ بھر بھی تاخیر نہ فرمائی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ باب ارتداد)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے تاریخی الفاظ ملاحظہ ہوں:

”جو شخص حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں گستاخی کرے اس کا خون حلال اور مباح ہے۔“

اس جملے کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس کیلئے عدالتی کارروائی ہو تو ٹھیک ورنہ پورا معاشرہ سستی اور کوتاہی پر مجرم ہوگا۔ ان ہی خیالات کا اظہار بارہا پنجاب ہائی کورٹ کے معزز جج میاں نذیر اختر فرما چکے ہیں۔

اب سینے حضرت علی المرتضیٰ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں آپ نے ایک موقع پر شامتین دین و رسول کو قتل کرنے کے بعد جلا دینے کا حکم صادر فرمایا یہ روایت بھی بخاری کی ہے۔

”حضرت امام حسین رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں میرے والد گرامی کہتے تھے کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

”جو کسی نبی کو سب کرے اسے قتل کر دو اور جو کسی صحابی کو برا بھلا کہے اسے کوڑے مارو۔“

”الاشاہ والنظار“ میں ہے:-

”کافر اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے لیکن اس کافر کی توبہ قبول نہیں جو نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حضور گستاخیاں کرتا ہے۔“

نسائی شریف کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو سب کیا آپ کے ایک عقیدت مند نے اجازت چاہی کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حق صرف حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہے کہ انہیں بکواس کرنے والے کو قتل کر دیا جائے۔

(”نسائی“ جلد دوم ص: ۱۷۰)

ابن ماجہ نے روایت کیا کہ حضرت معاذ بن جبل رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک مرتد کو قتل کی سزا دی۔

اس پر فتح القدیر کا مؤلف لکھتا ہے کہ جو شخص حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلاف غلیظ زبان استعمال کرے اس کی گردن اڑا دی جائے۔

(ابن ماجہ جلد ۲، ص ۱۸۲، بحوالہ طبرانی)

محدث عبدالرزاق روایت فرماتے ہیں:

”خالد بن ولید رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کچھ مرتدوں کو آگ میں جلا دیا۔“

”حضرت عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی اے ابو بکر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ نے خالد رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کھلا چھوڑ دیا۔ حضرت ابوبکر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا میں اللہ کی تلواریں کو نیام میں نہیں ڈال سکتا۔“

(مصنف جلد پنجم، حدیث ۹۴۱۲)

”سنن ابی داؤد“ کی حدیث ہے۔

”حضرت عکرمہ روایت کرتے ہیں کہ یہ بات ہمیں حضرت ابن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بتائی ایک اندھے کی ام ولد تھی وہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو گالیاں بکتی تھی اور اسلام کے خلاف اعتراض کرتی تھی وہ ناپینا شخص اس کو روکتا لیکن وہ باز نہ آتی۔ ڈانٹ ڈپٹ کے باوجود وہ اپنے ہنھوات سے باز نہ آئی۔

ایک رات وہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سب و شتم کرنے لگی تو ناپینا صحابی اٹھا اور خنجر لیا اس کے پیٹ میں اتار دیا اور اس عورت کو قتل کر دیا۔ صبح یہ واقعہ رحمت عالم کو سنایا گیا۔ آپ صَلَّی اللہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمانے لگے جس آدمی نے ایسا کیا ہے اس پر میرا حق ہے وہ کھڑا ہو جائے وہ شخص لڑکھڑاتے ہوئے آگے بڑھا اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے بیٹھ گیا اور تسلیم کیا کہ یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں اس عورت کا قاتل ہوں یہ آپ کو گالیاں دیا کرتی تھی اور اسلام پر اعتراض کیا کرتی تھی پس میں نے گزشتہ رات خنجر سے اسے قتل کر دیا حالانکہ میرے اس سے موتیوں جیسے دو بیٹے تھے۔

حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

”سنو! سنو! تم سب گواہ ہو کہ اس کا خون ہدر ہے۔“

اس حدیث میں غور و فکر کیلئے کافی مواد موجود ہے کہ اس عا شق رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ماورائے عدالت اس عورت کو قتل کیا لیکن حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے خون کو ہدر قرار دیا۔

حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو شہر نور میں ایک بوڑھا جس کی عمر ایک سو بیس سال تھی اور نام اس کا ابو عفک تھا انتہائی دشمنی کا اظہار کیا لوگوں کو وہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلاف بھڑکاتا، نظمیں لکھتا جن میں اپنی بد باطنی کا اظہار کرتا۔ جب حارث بن سوید کو موت کی سزا سنائی گئی تو اس ملعون نے ایک نظم لکھی جس میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو گالیاں بکسیں۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب اس کی گستاخیاں سنیں تو فرمایا:

”تم میں سے کون ہے جو اس غلیظ اور بد کردار آدمی کو ختم کر دے“

سالم بن عمیر نے اپنی خدمات پیش کیں وہ ابو عفک کے پاس گیا درازاں حالیکہ وہ سو رہا تھا سالم نے اس کے جگر میں تلوار زور سے کھسکھسادی ابو عفک چیخا اور آنجمانی ہو گیا۔

(سیر ابن ہشام، جلد دوم، ۸۶۸)

حورث بن نقیض رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو گالیاں دیا کرتا ایک بار حضرت عباس مکہ سے مدینہ جا رہے تھے۔

حضرت فاطمہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا اور حضرت ام کلثوم رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا مدینہ جانے کے لئے ان کے ساتھ نکلیں۔ ظالم حورث نے سواری کو اس طرح ایڑھ لگائی کہ دونوں شہزادیاں سواری سے گر گئیں۔ رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے موت کی سزا سنائی۔ فتح مکہ کے موقع پر حورث نے خود کو ایک مکان میں بند کر دیا۔ حضرت علی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسے تلاش کر لیا اور اپنے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم پر اسے قتل کر دیا۔

بخاری شریف کی روایت ہے معاویہ بن مغیرہ نامی ایک گستاخ کو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے گرفتار کر لیا اور فرمایا:

”ایک سچا مسلمان ایک ہی سانپ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا اے معاویہ بن مغیرہ! تم اب کسی صورت میں بھی واپس نہیں جاسکتے پھر فرمایا:

”اے زبیر! اے عاصم اس کا سر قلم کر دو۔“

”فتاویٰ بزازیہ“ میں ہے اور یہ حنفی فقہ کی معروف کتاب ہے۔

”جب کوئی شخص حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یا انبیاء میں سے کسی بھی نبی کی توہین کرے اسکی شرعی سزا قتل ہے۔ اور اسکی توبہ یقیناً قبول نہیں ہوگی۔“

”فتاویٰ قاضی خان“ میں ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ منسوب کسی چیز میں عیب نکالنے والا شخص کافر اور واجب القتل ہوگا۔ جیسے کسی شخص نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بال مبارک کے بارے میں تصغیر کا صیغہ استعمال کر کے تنقیص کی۔ علامہ حصاص رازی لکھتے ہیں۔

”مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں کہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے والا جو شخص حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات پاک کے خلاف بے ادبی کی جسارت کرے وہ مرتد ہے اور قتل کا مستحق ہے۔“

(احکام القرآن)

عالمگیری میں ہے کہ جو شخص کہے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چادر یا بٹن میلانچکیلا ہے اور اس قول سے مقصود عیب لگانا

ہو اس شخص کو قتل کر دیا جائے گا۔

علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں اگر کسی شخص نے کسی شخص کے علم کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ جانا اس نے تو بین کی اس لیے وہ واجب القتل ٹھہرا۔  
قاضی عیاض فرماتے ہیں:

”یمن کے گورنر مہاجر بن امیہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دی وہاں ایک عورت مرتد ہو گئی اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی والا گیت گایا گورنر نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور سامنے والے دو دانت توڑ دیئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا اگر تو فیصلہ کر کے عمل نہ کرا چکا ہوتا تو میں اس عورت کے قتل کرنے کا حکم صادر کرتا اس لیے کہ نبیوں کے گستاخ قابل معافی نہیں ہوتے۔“

(”شفا“ جلد دوم: ۲۲۲)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ کی سزا یہی ہے کہ وہ واجب القتل ہے۔ اسکی توبہ قبول نہیں چاروں مسالک یہی ہیں۔

علامہ زین الدین ابن نجیم ”المحرر الرائق“ میں ارشاد فرماتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سب و شتم کرنے والے کی سزا قتل ہے اسکی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

علامہ خطابی فرماتے ہیں امت اس بات پر مجتمع ہے کہ کسی بھی نبی کی بے ادبی کفر ہے اور شاتم واجب القتل ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس حقیقت سے کسی نے انکار کیا ہو۔

مبسوط میں امام سرخسی فرماتے ہیں نبیوں کو گالی دینے والے کو قتل کیا جائے گا اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں ہوگا۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الخصائص الکبریٰ میں سفیان ہذلی کے بارے میں یہ روایت لکھی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس گستاخ کی نشاندہی خود فرمائی اور کہا کہ اس وقت وہ وادی نخلہ یا وادی عرنہ میں ہے۔ تم جاؤ اور اسے قتل کرو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن انیس کو اپنا عصا مبارک بطور

انعام عطا فرمایا۔

(”خصائص الکبریٰ“ سیوطی“ جلد اول ص: ۳۲۵)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک گستاخ کو قتل کرنے والے کو یہ انعام عطا فرمایا تمہیں کوئی فتنہ ضرر نہیں دے سکے گا۔

نبہتی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کہنے والے کی سزا یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ قبول نہ کرنے والے منافق کی گردن اڑادی۔  
نصوص قرآن اور احادیث مبہضہ کی روشنی میں قاضی عیاض شفا شریف میں لکھتے ہیں۔

وہ سب لوگ جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کریں، سب و شتم کریں، عیب لگائیں یا آپ کی پاک ذات نسب مبارک، آپ کے دین یا آپ کی کسی عادت میں نقص نکالیں، تعریض کریں یا بطور سب آپ کو کسی سے تشبیہ دیں، شان میں کمی کریں یا آپ کی ذات اقدس میں اعتراض کریں یہ سب باتیں سب و شتم ہیں انکے مرتکب کو قتل کیا جائے گا۔ (”شفا شریف“ جلد دوم ص: ۲۱۷)

ابن حاتم طلیلی اندلسی نے ایک مناظرہ میں ازراہ استحقار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر کہہ کر آپ کے زہد کو احتیاج کی بنا پر مجبوری قرار دیا تو اندلس کے تمام فقہاء نے اسے سولی پر لٹکانے کی سزا کا فتویٰ دیا۔

جسٹس میاں نذیر اختر اپنے ایک مقالے میں گراں قدر خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”یہ مسلمہ قانون ہے کہ توہین رسالت کی سزا موت ہے۔ عہد نبوی اور دور صحابہ میں بہت سے مجرموں کو اس جرم میں سزا دی گئی برطانوی اور مغلیہ دور میں بھی توہین رسالت کے مرتکب افراد کو موت کی سزا دی گئی اور کبھی حکومتی سطح پر قانون پر عمل نہ ہو سکا تو مسلمان غازی علم الدین کی پیروی کرتے ہوئے خود ہی توہین رسالت کے مرتکب

اس حدیث سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والے کے لئے نرم دل رکھنے والے کا حکم آپ خود معلوم کر سکتے ہیں۔

اب میں چاہوں گا کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ C-295 کی طرف آؤں لیکن قبل اس کے کہ اس پر تشریحاتی گفتگو کی جائے اس پر دی گئی آئینی توضیح ملاحظہ ہو۔

"The following is the text of 295C PPC which provides for the death penalty or life imprisonment for blasphemy. In 1992, by order of the Federal Shariat Court, 295-C PPC was amended to make death the only possible penalty for blasphemy. The National Assembly did not amend the PPC or appeal the decision of the Court in the time allowed by the decision. By order of the Court, failure to amend or appeal the decision in the allotted time resulted in the allowance for life imprisonment to be deemed struck. While the wording has not changed, death is now the mandatory penalty"

”مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ C-295 توہین رسالت پر عمر قید یا سزائے موت دیتی ہے 1992 میں وفاقی شرعی عدالت کے حکم کے ذریعے C-295 میں توہین رسالت پر سزائے طور موت ہی کو ممکنہ سزا بنانے کی ترمیم کر دی گئی۔ قومی اسمبلی نے عدالت کی جانب سے مقررہ معیار میں نہ تو قانون میں ترمیم کی اور نہ ہی عدالتی فیصلے کے خلاف اپیل کی گئی۔ عدالتی حکم کے مطابق دیئے گئے وقت میں ترمیم یا اپیل نہ کرنے کی صورت میں نیچے عمر قید کی سزا خود بخود کا لحدم

افراد کو سزا دیتے رہے گویا اس قانون پر امت متحقق ہے اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔“ (تقریر ایوان اقبال و سنی سیکرٹریٹ)

جسٹس میاں نذیر اختر کے یہ الفاظ مزید غور و فکر کا تقاضا کرتے ہیں۔

یہ قانون چودہ صدیوں سے مسلمانوں کے قلوب پر نقش ہے اگر سزا ختم کی گئی تو فرق یہ پڑے گا کہ غازی علم الدین کی طرح عشاق سزائیں خود نافذ کر لیں گے۔ سرکار کی عظمت ہے ہمیں سب سے مقدم..... پیغام یہ کفار کو سب ل کے سنائیں..... جو کوئی بھی مجرم ہے توہین رسالت کا..... عبرت کی اسے..... تصویر بنائیں..... زندہ ہیں ابھی عالم اسلام کی مائیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے ایک موقع پر کسی نے سوال کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ایک مقرر نے تکبر کی۔

نسبت کی اس پر آپ نے جواب دیا یہ صریح کفر ہے۔ ایسے شخص کا ایمان جاتا رہا۔ اسکی عورت اسکے نکاح سے نکل گئی۔ مسلمانوں کا اس سے سلام کلام حرام، اسکے پاس بیٹھنا حرام، بیمار پڑے تو اسے پوچھنا حرام، مر جائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام، اسے غسل و کفن دینا حرام، مرنے کے بعد اسے کوئی ثواب پہنچانا حرام بلکہ اسکے کفر پر مطلع ہو کر جو اسے مسلمان سمجھتا رہا اور اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کرے بلکہ اسکے کفر میں شک بھی کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

(”فتاویٰ رضویہ“ جلد: ۱۲، ص: ۶۳۶)

تاریخ بغداد میں یہ روایت موجود ہے:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کو گالی مت دو اس لیے کہ آخر زماں ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو میرے صحابہ کو گالی دے گی اگر وہ بیمار ہو جائیں تو بیمار پرسی نہ کرنا اور اگر وہ مر جائیں تو ان پر نماز جنازہ نہ پڑھنا۔ ان سے نکاح کے رشتے نہ قائم کرنا۔ انہیں وراثت میں حصہ نہ دینا اور انہیں سلام بھی نہ دینا اور اسکے لیے دعائے رحمت بھی نہ کرنا۔ (”تاریخ بغداد“ جلد: ۸، ص: ۱۳۹)



متصور ہوگی باوجودیکہ عبارت میں تبدیلی نہیں کی گئی۔ اب موت ہی لا  
زی سزا ہے۔ (مجموعہ تعزیرات پاکستان توضیحی نوٹ C-295)  
آئین پاکستان کی یہ شق ملاحظہ کرنے کے بعد یہ حقیقت  
اظہار من الشمس ہو گئی کہ یہ قانون انسانی ذہن کی پیداوار نہیں اور یہ  
خیرات میں بھی نہیں دیا گیا۔ اس قانون کے عقب میں اسلامی تحریکات  
کے اربوں جذبے، قربانیاں اور شہادتیں موجود ہیں جن کے نتیجے میں  
قرآن و سنت کا نفوذ شرعی عدالت کے ذریعے عمل میں آیا ہے اور آئینی  
سطح پر اس کی توثیق کی گئی۔

اب یہ بات بخوبی سمجھ لینی چاہیے کہ توہین رسالت کی سزا  
قتل صرف آئین پاکستان کی تجویز نہیں بلکہ یہ کتاب و سنت کا سپریم لاء  
جس کا انکار کفر ہے۔ اسے کالا قانون کہنا رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وآلہ وسلم کی توہین ہے۔ اسے دقیقاً نویدیت سے تعبیر کرنا جہالت ہے۔ اسے  
بدلنے کی کوشش احکام رسالت سے بغاوت ہے اور اسے غیر موزوں،  
غیر صحیح اور نامناسب کہنا مغرب پرستی ہے۔

وہ شخص جو خواہ مخواہ اس میں کیڑے نکالے گا وہ ریاست کا  
دشمن اور شرعی عدالت کی توہین کا مجرم ٹھہرے گا۔ اس پر دینی حلقے اگر  
جذبائی ہیں تو وہ C-295 کے الفاظ کے لئے نہیں، قرآن و حدیث کے  
سینکڑوں شواہد پر جان چھڑکنے کے لئے تیار ہیں اور یہ باتیں اگر کسی کو  
پسند نہیں تو اس کا کیا کیا جاسکتا ہے۔

یہ بات درست ہے کہ سوچنا، سمجھنا اور فیصلہ کرنا انسان کا حق  
ہے مگر سچائی کو قبول کرنا اس کا فرض ہے۔ مغربی استعمار کی سوچوں کا رخ  
اپنا ہے لیکن مسلمان اپنی مدنی سوچوں اور افکار کو کسی کی غلامی کی بھیجٹ  
نہیں چڑھا سکتے اور یہ بھی صحیح ہے کہ انسان کو صیاد نہیں ہونا چاہیے جو جان  
و جسم، مال و اسباب اور انسانی وقار کو خواہشات کو نشانہ بنائے لیکن وقار  
و احترام کے محور انبیاء اور مرسلین کی عزت اور ناموس کو نشانہ بنانے کی  
وحشت کی اجازت بھی نہیں دی جاسکتی۔ روشن خیالات کے نام پر انسانی  
زندگی کے سمندر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی نہیں تمام انبیاء  
کے ناموس کو مقدس جاننے والی چھوٹی مچھلیاں بڑے وحشی ناگوں کی  
خوراک نہیں بن سکتیں۔

پروفیسر لاسکی کا کہنا ہے آزادی اس فضا کا نام جسے حقوق پیدا  
کرتے ہیں۔

اس حوالے سے ممالک کے اندر دو قسم کے قوانین اس وقت  
راج ہیں۔

”پبلک لاء“ جس کی پابندی سے طاقتور عناصر فرد کی آزادی  
میں مداخلت سے باز رہتے ہیں دوسرا ”پرائیویٹ لاء“ جس کی رو سے  
ریاست کے باشندے ایک دوسرے کی آزادی میں مداخلت نہیں  
کرتے۔

اسلامی ریاست کا قانونی مزاج یہی ہے۔ لیکن اسلام اٹل  
قانون ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وآلہ وسلم کی ذات پر بحث نہیں کی جاسکتی اللہ تعالیٰ کا منہ عن العیوب  
ہونا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف آپ بلکہ تمام انبیاء  
کا معصوم عن الخطاء ہونا تسلیم کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی نقص و عیب کی طرف  
بڑھے تو اس کا یہ اقدام اس کے اسلام کی چادر کو پھاڑ دیتا ہے۔ اگر کسی  
معاشرے میں کوئی شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتا  
ہے تو پورا معاشرہ ایک دورا ہے پر کھڑا ہوتا ہے یا وہ اسلام، اسلام کی اعلیٰ  
اقدار، روشن تاریخ، فقہاء کے عدالتی فیصلے، عصمت انبیاء اور اپنے ایمان  
کیساتھ چلنا اختیار کرے یا وہ اپنے اسلام سے دستکش ہو جائے۔

دوسری صورت ناممکن، قطعی مشکل، از بس دشوار ہے۔ یہ  
ہے وہ وجہ کہ اسلامی معاشرے میں گستاخ رسول، رسول کے دامن پر  
حملہ کر کے عزت نہیں پاسکتا۔ اس گستاخانے فعل کے ارتکاب کے بعد  
اس کا جنازہ پڑھنا، اس سے تعلق رکھنا چھ معنی دار دگل سڑ جانے والا عضو  
بدن بھی جسم سے جدا کر دینا ناگزیر ہوتا ہے۔

مغرب کے روشن خیال لوگوں کی خدمت میں بھی ہم  
گزارش کریں گے کہ وہ تورات اور انجیل ہی کا مطالعہ کر لیں۔ کتاب  
مقدس ص 198 احبار باب 24 آیت 10 تا 17 میں لکھا ہے:-

”یہ واقعہ ہے کہ دہری کی بیٹی سلومیت کے بیٹے نے پاک  
نام پر کفر بکا اور لعنت کی اسے حوالات میں ڈال دیا گیا تاکہ اللہ فیصلہ  
فرمائے اب موسیٰ کی طرف سے حکم ملا اس لعنت کرنے والے کو لشکر گاہ

کے باہر نکال کر لے جا اور جتنوں نے اسے لعنت کرتے سنا وہ سب اپنے اپنے ہاتھ اس کے سر پر رکھیں اور ساری جماعت اسے سنگسار کر دے۔“  
سلاطین باب اکیس میں ہے:  
”اللہ اور بادشاہ کی توہین کرنے والے کی سزا سزائے موت ہے۔“

”دو شریر آدمیوں کو اس مجرم کے سامنے کرو کہ وہ اس کے خلاف گواہی دیں تو نے خدا پر اور بادشاہ پر لعنت کی ہے پھر اسے باہر لے جا کر سنگسار کرو تا کہ وہ مرجائے۔“  
بات اصل میں یہ ہے کہ کسی جرم پر مجرم کو سزا دینا اس لئے ضروری سمجھا جاتا ہے کہ یہ عمل اس شخص کی سوزش قلبی کا علاج ہو جس پر جرم کے ارتکاب سے زیادتی کی گئی ہے۔

جدید قوانین نے بھی اپنی توجہ اس طرف پھیری ہے کہ وہ جرم جو اجتماعی ناموس کو مجروح کرنے والے ہوں ان کی سزا کڑی رکھی جائے تاکہ معاشرتی بگاڑ کا کلیہ ازالہ ہو جائے۔ وہ شخص جو توہین رسالت کرتا ہے وہ دراصل رسول کو ماننے والے ہر غلام رسول کے گھر میں داخل ہو کر گویا ذہنی کا ارتکاب کرتا ہے۔ وہ مفسد فی الارض ہوتا ہے اور یقیناً اس کی سزا قتل ہوتی ہے۔

پاکستان ایک آزاد مملکت ہے۔ اس کے آئین میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی بات کی گئی ہے۔ یہ آزاد ریاست آئینی قدروں کے سائے میں پرسکون آگے بڑھ رہی تھی کہ ایک شیریں رحمن نامی عورت نے C-295 کے خلاف ترمیمی بل پیش کر کے معاشرتی پر امن اور پرسکون فضا کو درہم برہم کر دیا۔ بحیثیت رکن اسمبلی ان کو اندازہ کرنا چاہئے تھا کہ ملک میں بسنے والے کروڑوں لوگ جس ہستی پر ایمان رکھتے ہیں اور انہیں آزاد شہری کی حیثیت سے تمام حقوق حاصل ہیں ان کے دل پر کیا گزری ہوگی۔

جلتی پرتیل سلمان تاثیر نامی ایک شخص کا سیاہ کردار ثابت ہو اعدالت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والی آسیہ نامی ایک عورت کو آزادی دلوانے کے لئے تاثیر نے جس سیاہ کروت کا ارتکاب کیا۔ اپنی بیٹی اور بیوی کی معیت میں پاکستان کا

عدالتی سسٹم تباہ کر کے ایک گستاخ رسول کا محسن بنا۔ نہ صرف محسن بلکہ توہین رسالت کے قانون کو کالاقانون قرار دیا اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اپنی موت سے تین چار دن پہلے جو انٹرویو دیا انہیں اصرار، ڈھٹائی اور ضد کے ساتھ ایک بار پھر توہین رسالت پر تاریخی اعتبار سے جو فیصلے کتاب و سنت کی روشنی میں ہوئے اور مجرموں کو سزائے موت سنائی گئی انکا مذاق اڑایا۔ شرعی عدالت کے فیصلے کو ناموزوں، غیر صحیح اور کالاقانون قرار دیا۔

اس پر حملہ کر کے قتل کرنے والے ممتاز حسین قادری کا بیان ہے کہ صرف اتنا ہی نہیں یہ شخص اپنی عمومی زندگی میں بھی اسلام کا مذاق اڑاتا رہتا تھا۔

اسلام کا ایک عام طالب علم اگر تھوڑی دیر کے لئے سلمان تاثیر کی گورنری کا غلاف اتار دے اور غور و فکر کرے تو بات کو واضح کرنے کیلئے میں اسے کربلا لے جاؤں گا۔ اور اس ماحول میں انسانی ضمیر سے فتویٰ لینا چاہوں گا کہ ایک ایسا شخص ہو جس نے ہندو عورت کے پیٹ سے بچے پیدا کئے ہوں۔ اسکا لخت جگر لکھتا ہو کہ میرا ابا سور کا گوشت حلال سمجھ کر کھاتا ہے۔ اور اسکی بیٹی کہتی ہو کہ میرا والد نہ صرف یہ کہ ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم چاہتا تھا بلکہ وہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے والی قانون کی شق کا بھی مخالف تھا۔ اور وہ شراب بھی جائز سمجھ کر پیتا ہوا اور دھت رہتا ہو۔ اور اسے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہنے میں شرم محسوس نہ ہوتی ہو۔ اور وہ مسلمان کا نکاح مشرکہ عورت سے جائز سمجھتا ہو اور نہ صرف جائز سمجھتا ہو بلکہ اس نے تجربہ عملی طور پر نبھایا ہو وہ توہین رسالت کے جرم پر قتل کی سزا دینے کے شرعی قوانین کو کالا اور سیاہ قرار دیتا ہو نہ صرف یہ بلکہ ایک مجرمہ شاتمہ بدکردار عورت کو رہائی دلوانے کی اپنی سی کوشش بھی کی ہو۔ اب میں پوچھنا چاہوں گا کہ آپ اگر کربلا میں حسین کے پرچم تلے کھڑے ہو جائیں تو لگے گا یہ ساری صفات رکھنے والا یزید ہی ہو سکتا ہے۔ سلمان تاثیر کے بارے میں جو کچھ اسکے بیٹے نے لکھا اور جو کچھ انہوں نے خود بیان کیا وہ کافی ہے۔ ایسے عالم میں یہ کیسے ممکن تھا کہ پاکستان میں یزید کی شناخت غیر ممکن رہتی۔

میرا خیال ہے علمائے اہلسنت کا فتویٰ پورے تدبر تاریخی مطالعہ عمیق تجربے اور آئینی دائرے میں رہ کر دیا گیا ہے۔

کہا یہ جاتا ہے کہ علمائے اہلسنت کو مسلمان تاثیر کے خلاف سخت فتویٰ دینے کی بجائے C-295 کے تحت مقدمہ درج کروانا چاہئے تھا۔ یہ مشکل اپنی جگہ کہ کسی منصب پر فائز شخصیت کے خلاف مقدمہ دائر کرنا پاکستان میں کتنا مشکل اور کتنے مالی وسائل کا تقاضا کرتا ہے۔

لیکن چلئے اس کو تھوڑی دیر کے لئے کوتاہی سمجھ لیا جائے تو بھی سپریم کورٹ جو اللہ کے فضل سے اتنی زیرک اور چابکدست ہے کہ اشیائے خورد و نوش کے نرخ میں اضافہ ہو جائے تو سوموٹو ایکشن لے لیتی ہے تعجب ہے کہ گستاخ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صریح اقسامات کے باوجود نہ عدالت نے سوموٹو ایکشن لیا اور نہ ہی وزارت قانون نے خود مقدمہ درج کروایا۔ حالانکہ آئینی دفعات کے تحفظ کی ذمہ داری تو حکومت کی ہوتی ہے۔ اگر یہ ضروری ہے کہ فتویٰ دینے والے، مسجدوں میں جلسے کرنے والے، سڑکوں پر ریلیاں نکالنے والے لاکھوں کو شامل تفتیش کیا جائے تو کیا یہ ضروری نہیں کہ صدر، وزیراعظم، شیریں رحمن، وزارتوں، اسمبلیوں اور عدالتوں میں بیٹھے ہوئے تمام افراد شامل تفتیش کر لئے جائیں کہ گستاخ گورنر چلو اس پر تھوڑی دیر کے لیے تسلیم کر لیتے ہیں کہ گستاخی کا محض الزام تھا مقدمہ قائم کرنے میں کیوں سستی کی گئی۔

جہاں تک ممتاز حسین قادری کا تعلق ہے اس کے ساتھ ہمارے تعلق کی بنیاد محض دین اسلام کا رشتہ ہے۔ دنیوی اعتبار سے تو ممتاز حسین قادری ہماری نسبت گورنر سے زیادہ قریب تھا۔ جیسے روشنی کو مٹھی میں بند نہیں کیا جا سکتا ایمان کو زنجیریں نہیں پہنائی جاسکتیں۔ ممتاز حسین قادری نے جو کچھ کیا اس پر ہم اگر جذباتی نہ بھی ہوں تو رحمان ملک نے جو کہا کہ میرے سامنے بھی اگر کوئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرے میں بھی اسے گولی مار دوں گا۔ تو جناب! رحمان ملک صاحب کا تو ممتاز حسین قادری سے کوئی تعلق نہیں۔ پچھریوں میں ممتاز حسین قادری کو چومنے والے سینکڑوں

وکلاء علمائے اہلسنت کے فتوے پر تو اسے چوم نہیں رہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ جس ملک میں قانون کو دیران کرنے کی کوشش کی جائے، قادری ایسے لوگ خود بخود مختلف اقدامات کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

”باقی رہا نماز جنازہ پڑھنا اس معاملے میں جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں جنازے مسلمانوں کے پڑھے جاتے ہیں جنازے اللہ کو ماننے والوں کے پڑھے جاتے ہیں جنازے رسول معظم کو رسول جان کر انکی عزت کرنیوالوں کے پڑھے جاتے ہیں جنازے اسلام پر دل و جان سے یقین رکھنے والوں کے پڑھے جاتے ہیں بلاشبہ گناہ گار لوگوں کو بھی جنازوں کے بغیر پھینک نہیں دیا جاتا لیکن وہ اپنی سرکشیوں پر ڈٹے نہیں اللہ سے معافی طلب کرتے رہتے ہیں۔ نماز جنازہ تو دعا ہے، مومن کا اعزاز ہے مسلمان کے لیے قریب وداع ہے جسمیں اللہ کی کبریائی کا اظہار ہوتا ہے اور امام کے سامنے پڑی مسلمان کی میت کی آزر ہوتی ہے کہ مسلمان اسے دعائے مغفرت سے الوداع کرتے ہیں۔

جنازے کی نماز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام پڑھا جاتا ہے۔ درود و سلام تو عاشقوں کا وظیفہ محبت ہے۔ قرآن حکیم میں درود والی آیت کے معاً بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دکھ دینے والوں کو لعنتی کہا گیا ہے۔ سوا صاحب لعنت پر نماز جنازہ کی خوشبوئیں کیسے چھڑکی جاسکتی ہیں۔ اے کاش جتنے مسلمان تاثیر کے چاہنے والے انکی نماز جنازہ کے لیے تڑپ رہے ہیں وہ خود بھی اس وقت کو یاد رکھ لیتے۔ تاثیر نے تو پنجاب یونیورسٹی میں تو بہن رسالت کے قانون پر اظہار ضد کرتے ہوئے ایک طالب علم جس نے آیت پڑھی تھی:

”انا کفیناک المستہزئین۔“

”مذاق کرنے والوں کے لئے ہم کافی ہیں۔“

بڑے تکبر سے کہہ دیا تھا کہ میں مانتا ہوں وہی کافی ہے ہمیں قانون تو بہن بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ پھر اللہ نے تاثیر کو بتا دیا کہ وہ کافی ہے۔

ایک بات ضروری سمجھتا ہوں کہ علماء کو منظور ہوگا عدالت ممتاز حسین قادری کو تیل آؤٹ کر کے سلیمان تاثیر کے گستاخانہ لفظوں کا جائزہ لے کہ وہ تو بہن رسالت بنتی ہے یا نہیں۔ اگر سلیمان تاثیر مجرم

ثابت ہو جائے تو جنہوں نے نماز جنازہ پڑھی۔ وہ سب توبہ کریں کہ گستاخ رسول کے ساتھ یہ عقیدت کیسی؟

اور یہ بھی کہ ممتاز حسین قادری کو بری کر دیا جائے یقیناً عدالتوں کے جج جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پسند کدو کے مقابلے میں کدو کو پسند نہ کرنے والے کو امام ابو یوسف نے کافر اور مرتد قرار دیا تھا۔ علماء کے نزدیک سلیمان تاثیر کا مجرم ہونا بھی مسلمہ ہے۔

یہ بھی کہہ دوں کہ فتویٰ تلوار نہیں، لڑائی نہیں، جھگڑا نہیں کسی کی حقوق تلفی نہیں یہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے صادر ہونے والے احکام اور ہدایات کی ترسیل کا دوسرا نام ہے۔ فتویٰ نسل انسانی کو الونہی ہدایات کے معاملے میں احتیاط سکھانے کا منہاجِ توہم ہے۔ فتویٰ کتاب و سنت کو معیارِ زندگی قرار دینے کی جرأت ہے۔ صاحبِ فتویٰ دراصل عظمیوں کے ہمالہ پر فائز ہوتا ہے اس کے لئے مشکل ہوتا ہے کہ وہ رسول پیوستگی کے مقام محمود کو چھوڑ کر قعر مذلت میں جا گرے۔ فتویٰ چھری نہیں، چاقو نہیں، بندوق نہیں اور دھماکہ خیز مواد بھی نہیں لیکن علم و دانش اور عقل و بصیرت روایت و درایت اور آیات و احادیث کے تاریخی ریکارڈ کے ساتھ حق و حقیقت سے ملحق رہنے کا نام فتویٰ ہے۔ اہل سنت کے پانچ سومفیان کرام صرف عدد بیانی ہے وگرنہ ہزاروں ائمہ اور مفسران متین رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ کے بارے میں نرمی کا سوچ بھی نہیں سکتے۔

رہ گئے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے بلکے تو ان سب کا معا ملہ ہم اللہ پر چھوڑتے ہیں اور قارئین کو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ناموس کے معاملے میں اللہ یاد کرانے کے لئے قرآن کریم کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اللہ کی کتاب میں ایک سورت سورہ لہب نام کی بھی اتری ہے جو ہمیں سکھاتی ہے کہ وہ رشتہ داریاں اور تعلق جن میں ایمان و عقیدہ نہ ہوا کسی کوئی حیثیت نہیں ہوتی مردانِ خدا ہمیشہ منحرف، جبار اور سرکش لوگوں کی بدتمیزیوں کے خلاف برسرِ پیکار رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ ان کے رشتہ دار ہی ہوں سورہ لہب اعلان کرتی ہے ابو لہب کے ہاتھ توڑ دیئے گئے ہیں۔ کفر، گستاخی اور بدی دریا کی جھاگ

کی طرح ابھرتے ہیں لیکن انکا منطقی انجام قعر مذلت ہوتا ہے۔ قرآن کریم کا یہ حصہ ہمیں یہ بھی سکھاتا ہے کہ گستاخوں کے ساتھ مدافعت برتنے کی تمام رسیاں کاٹ دی گئی ہیں۔

سورہ لہب گستاخ رسول کیلئے ایک سنگین تعزیر بھی ہے اور عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رکھنے والوں کے لئے درود و سلام کا ایک آہنگ بھی۔

آؤ سورہ لہب پڑھ کر اس بات کا اظہار کریں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کی جانے والی تمام گستاخیاں، بے باکیاں اور بدتمیزیاں قعر مذلت میں شیخ دی گئی ہیں اب ہم قرآن مجید کا یہ اعلانِ سمع و اطاعت کے جذبے سے سنتے ہیں کیوں نہ کوئی ملت فروش، چشمہ پوش اور شیدائے ناؤ نوش اسکو برا جانے۔

”ابو لہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں اور وہ ہلاک ہو ہی گیا۔ اسے اسکا مال کچھ کام نہ آیا اور نہ ہی وہ جو اس نے کمایا وہ جلد ہی اس آگ میں جا ملے گا جس کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ اور اسکی وہ بیوی بھی جو ککڑیوں کا گٹھا اٹھانے والی ہے۔ اس کے گلے میں کھجور کی چھال کی رسی ہے۔

اے میرے اللہ!

تو نے جیسے ابو لہب کو گستاخیوں کی وجہ سے بھڑکتی آگ میں جھونکا، آج بھی ہر رشدی ملعون کے لئے آگ کے شعلے بھڑکا، وہ قوم جو تیرے نبی کے خاکے بنا کر تیری قدرت کا مذاق اڑائے، اس پر آگ برسا، شعلے پیا کر، انہیں دوزخ کا ایندھن بنا۔ یا عاشق کے بازوؤں میں تو انائی پیدا کر، کہ وہ گندی قوم کا احتساب خود کر سکیں، ہمارے رب! تو نے ام جمیل کی گندی گردن میں رسے ڈالے، تیرے جلال کا تجھے عظیم واسطہ، ہر تسلیمہ نسرین کی گردن میں بٹے ہوئے رسے ڈال، مسلمانوں کو شعور عطا فرما، کہ وہ سمجھیں، وہ جانیں، انکا عقیدہ ہو محکم ایمان مضبوط نظریہ، ناقابل شکست تصدیق۔

آبروئے ما زنام مصطفیٰ است



(مولیٰ العالی القادر)

قلب الاولیاء، استاذ العلماء  
آفتاب شریعہ و طریقہ،  
شیخ الشارح  
حضور مولانا  
خواجہ محمد اسماعیل  
قادیانی

مرکزی الجامعۃ الاشرفیہ علی مسجد گجرات میں

مشائخ قادریہ فاضلیہ عالمیہ کا

قلب العارفين، استاذ العلماء  
امام الاتقياء فقيداً عظم،  
حضور مولانا  
خواجہ محمد نیک عالم  
قادیانی

ساتواں  
سالانہ

# عرس سیر الایادرس

انشاء اللہ تعالیٰ

بروز ہفتہ 22 ربیع الاول 1432ھ 26 فروری 2011ء رات 8:00 بجے تا 1:00 بجے ہوگا۔

خطاب

استاذ العلماء، فاضل جلیل الشان، خلیفہ بغداد  
صاحبزادہ مفتی پیر محمد معروف سبحانی قادیانی اشرفی  
مبلغ پورپ، خطیب اسلام، مقرر خوش الحان  
صاحبزادہ پیر و دانشجو حسین قادری  
(لیڈز، برطانیہ)

و دیگر علماء کرام خطاب فرمائیں گے۔

صدارت

عالی مبلغ اسلام، شیخ الحدیث و تفسیر، اعظم پاکستان  
دامت برکاتہم العالیہ  
حضور خواجہ محمد شرف القادری محدث میک آبادی  
سجادہ نشین مرکزی خانقاہ قادریہ عالمیہ  
بانی و بنیئم اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ علی مسجد، گجرات

التماس

مریدین و تلامذہ و محبان غوث الاعظم قافلوں کی صورت میں، اور بروقت تشریف لائیں۔

قرآن مجید کے ختمات، درود پاک و دیگر کلمات طیبات کے بکثرت تحفے ایصال ثواب مشائخ کرام کیلئے ہمراہ لائیں۔

موسم ٹھنڈا ہونے کے پیش نظر باہر سے آنیوالے حضرات ایک عدد مکمل یا بھاری کپڑا ساتھ لیکر آئیں۔ جگہ کی تنگی کی وجہ سے

خواتین نہ آئیں۔  
نوٹ: ماہنامہ ختم کیا رھو میں شریف ہر چاند ماہ کے دوسرے اتوار کو صبح 10:30 تا 12:30 منعقد ہوتا ہے۔

خوشخبری

سال گذشتہ جامعہ کے مختلف  
شعبوں سے فارغ التحصیل  
ہونیوالے طلباء کو سندیں بھی  
اسی موقع پر دی جائیں گی۔

عرس مبارک کی تقریب سعید انٹرنیٹ پر ہماری ویب سائٹ www.qadriaashrafia.com پر براہ راست دکھائی جائیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

اطلاع منجانب

پیر محمد مسعود قادری (برطانیہ)۔ پیر محمد عبداللہ خاں جیلانی۔ پیر محمد عبدالرحمن خاں الاشرفی۔ حمزہ سبحانی قادری اشرفی مرکزی خانقاہ قادریہ عالمیہ نیک آباد، گجرات

فون: 0321.6209101/0333.8403147/0344.7745377/0300.6280048